http://www.rehmani.net

دیوبند سے بریلی

(حقائق)

کوکب نورانی اوکاڑوی

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

http://www.rehmani.net

انتساب

رحمتِ عالم نورِ مجسم شفیعِ معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کے ہر سچے عاشق کے نام

کوکب غفرلہٗ

بندۂ پروردگارم امّتِ احمد نبی

دوستدارم چاریار تابعِ اولادِ علی

مذہبِ حنفیہ دارم ملّتِ حضرت خلیل

خاکِ پائے غوثِ اعظم زیرِ سایہ ہر ولی

http://www.rehmani.net

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

تقدیم

از حضرت علامہ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

فاضل مصنف علامہ کوکب نورانی اوکاڑوی ملک کی معروف مشہور دینی شخصیت ہیں۔ ان کا چہرہ جان نواز، ان کی گفتگو دل افروز، ان کی تقریر دل نشین، ان کی تحریر دل پذیر۔ وہ امامت وخطابت، تبلیغ وارشاد، تصنیف وتالیف کے فرائض اندرونِ ملک اور بیرونِ ملک حسن و خوبی سے انجام دے رہے ہیں۔ مولیٰ تعالیٰ ان کے درجات کو بلند فرمائے اور ان کی دینی خدمات کو قبول فرمائے۔ آمین

پیش نظر کتاب "دیوبند سے بریلی" ایک اصلاحی کاوش ہے جس کا مقصد قلب و نظر کی تطہیر ہے۔ اس کا اصل محرک افریقی ممالک میں دینی مسائل پر مسلمانوں میں باہمی آویزش اور چپقلش ہے، جس کے دل آزار مناظر انہوں نے خود ملاحظہ فرمائے۔ فاضل مصنف کو یہ دیکھ کر دکھ بھی ہوا اور حیرت بھی کہ اس لڑائی جھگڑے کی محور، سرکارِ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات قدسی صفات ہے۔ ہر مذہب والا اپنے بانی اور قائد کی خوبیاں ہی خوبیاں بیان کرتا ہے لیکن بعض نام نہاد مسلمانوں کی یہ بدبختی ہے کہ ان کو حضورِ انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شخصیت میں کوئی خوبی نظر نہیں آتی، خامیاں ہی خامیاں نظر آتی ہیں۔ کبھی کوئی خوبی نظر بھی آتی ہے تو وہ بھی خامیوں کی نذر ہو جاتی ہے۔ فاضل مصنف نے ان حقائق کا اظہار "پیش نوشت" میں کیا ہے۔ انہوں نے یہ بڑی دل لگتی بات فرمائی:۔

"نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) سے اس کے اُمتی کا ناتا سب سے الگ ہے، ہر دُنیوی رشتے سے سوا ہے، یہ دماغ کا نہیں، دل کا معاملہ ہے۔" (ص ۱۱)

بے شک دیدِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے دماغ نہیں، دل چاہئے اور وہ بھی دل صد پارہ۔ جس حسن جہاں تاب کا نظارہ دل و جان سے کرنا تھا، افسوس اس کا نظارہ دماغ سے کیا گیا، چشمِ سر سے کیا گیا، چشمِ دل سے نہ کیا گیا، اسی لئے نظر کچھ نہ آیا۔ دیکھنے والا عقل کی ظلمتوں میں بھٹکتا رہا اور وہ دوسروں کو بھی گمراہ کرتا رہا۔ سچ تو یہ ہے کہ دماغ والوں اور دل والوں میں بڑا فرق ہے اتنا ہی جتنا دل اور دماغ میں ہے۔

http://www.rehmani.net

"پیش نوشت" میں عرض مدعا کے بعد اصل کتاب شروع ہوتی ہے۔ ابتداء میں فاضل مصنف نے یہ حدیث پیش کی ہے:

"جس نے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ (ﷺ) کہا، وہ جنت میں داخل ہوا"۔ بے شک یہ حدیثِ پاک سچ و حق ہے مگر اس سے ہر گز یہ مقصد نہیں کہ صرف کلمہ پڑھ لینا کافی ہے بلکہ عقیدہ توحید و رسالت کے ساتھ ساتھ تمام متعلقات اور ضروریات کو دل میں پیوست کرنا بھی ضروری ہے۔ ہمارے فکر و شعور پر اس کا چھا جانا بھی ضروری ہے۔ فاضل مصنف کے خیال میں اصل چیز عقیدہ ہے اور ضروریاتِ دین پر یقین۔ یہی ایمان کی اساس ہے اور اسی پر نجات کا دار و مدار۔ انہوں نے اپنے موقف کی تائید میں مولانا اشرف علی تھانوی کے ایک فتویٰ تکفیر کا حوالہ دیا ہے۔ مولانا تھانوی کے خیال میں مولانا شبلی نعمانی اور مولانا حمید الدین فراہی کے عقائد فاسد ہوگئے تھے اسی بنا پر انہوں نے ان دونوں حضرات کی تکفیر فرمائی۔ تو عقیدہ مقدم ہے، علم و عمل بعد کی چیزیں ہیں۔ فاضل مصنف کے نزدیک علمائے دیوبند سے اہل سنت و جماعت کا اختلاف بھی عقائد سے متعلق ہے، گویا یہ اختلاف فروعی نہیں بنیادی ہے۔ انہوں نے علمائے دیوبند کے ایسے اقوال اور نگارشات کی نشاندہی کی ہے جس کی زد عقائد پر پڑتی ہے اور جن سے اختلاف کی سنگین نوعیت کا اندازہ ہوتا ہے۔ فاضل مصنف نے یہ بھی ثابت کیا ہے کہ تبلیغی جماعت کی نظریاتی بنیاد مولانا اشرف علی تھانوی کے افکار و خیالات پر ہے، ظاہر ہے اس صورت میں اہلسنت و جماعت کا علمائے دیوبند اور تبلیغی حضرات سے یکساں اختلاف ہے۔ بلکہ فاضل مصنف نے یہ ثابت کر کے اپنے قاری کو حیرت میں ڈال دیا کہ وہ علمائے دیوبند جو تبلیغی جماعت کے حامی و ناصر تھے، اس کے سخت خلاف ہوگئے، چنانچہ انہوں نے بانی جماعت مولانا محمد الیاس کے جنم کے ساتھی مولوی عبد الرحیم شاہ صاحب دیوبندی اور مولانا محمد الیاس کے سالے مولوی احتشام الحسن صاحب کاندھلوی کے مندرجہ ذیل تاثرات پیش کئے ہیں۔

مولانا عبد الرحیم شاہ صاحب فرماتے ہیں:۔

۱۔ جو کام اہل علم کا ہے وہ ایسے لوگ انجام دینا چاہتے ہیں جو نہ صرف دین سے نا آشنا ہیں بلکہ اپنی سفالت و جہالت اور اپنی بد کرداریوں کی وجہ سے معاشرے میں بھی کسی اچھی نگاہ سے نہیں دیکھے جاتے۔ (اصول دعوت و تبلیغ، ص ۴)

۲۔ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جماعت کا یہ تجزیہ مجبوراً، بادل ناخواستہ کر رہا ہوں اور دینی تقاضا اور ضرورت سمجھ کر کیونکہ جب ان نابالغ مقتداؤں نے خطاب عام شروع کر دیئے، جن کی شرعاً ان کو اجازت نہیں اور انہوں نے اس کام کی افضلیت پر حد سے تجاوز کیا اور دوسرے دینی شعبوں کی کھلم کھلا تخفیف شروع کر دی اور ذِمہ داروں کے بار بار توجہ دلانے کے باوجود اب تک ان کو نہیں روکا یا وہ رُکے نہیں تو ایسی صورت میں ذمہ داری کی بات ہے حقیقت حال واضح کی جائے خواہ کوئی مانے یا نہ مانے۔ (اصول دعوت و تبلیغ، ص ۵۲)

http://www.rehmani.net

مندرجہ بالا اقتباسات سے مندرجہ ذیل نتائج و نکات اخذ کئے جاسکتے ہیں:۔

۱۔ تبلیغی جماعت کے مبلغین جاہل اور دین سے ناآشنا ہیں۔

۲۔ تبلیغی جماعت کے لوگ بدکردار ہیں، معاشرے میں اچھی نگاہ سے نہیں دیکھے جاتے۔

۳۔ تبلیغی جماعت کے جاہل مبلغین کو شرعاً خطاب کی اجازت نہیں۔

۴۔ تبلیغی حضرات تبلیغ پر جتنا زور دیتے ہیں وہ حد سے بڑھا ہوا ہے۔

۵۔ تبلیغی جماعت کے ذمہ دار حضرات دوسرے دینی شعبوں کو کچھ نہیں سمجھتے یا کمتر سمجھتے ہیں۔

۶۔ علماء دیوبند کی طرف سے بار بار توجہ دلانے کے باوجود اپنے کئے سے باز نہیں آتے۔

ان نکات کی روشنی میں تبلیغی جماعت کی جو تصویر ابھر کر آتی ہے وہ آپ کے سامنے ہے، تفصیل کی ضرورت نہیں۔ عبدالرحیم شاہ کے علاوہ مولانا احتشام الحسن کاندھلوی نے بھی تبلیغی جماعت کے طرزِ عمل پر یہ اظہارِ خیال فرمایا ہے:۔

۱۔ نظام الدین (بستی) کی موجودہ تبلیغ میرے علم و فہم کے مطابق نہ قرآن و حدیث کی موافق ہے اور نہ حضرت مجدد الف ثانی اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور علمائے حق کے مسلک کے مطابق ہے۔ جو علمائے کرام اس تبلیغ میں شریک ہیں ان کی پہلی ذمہ داری یہ ہے کہ اس کام کو پہلے قرآن و حدیث، ائمہ سلف اور علمائے حق کے مسلک کے مطابق کریں۔ (زندگی کی صراط مستقیم۔ ضروری انتباہ)

۲۔ میری عقل و فہم سے بہت بالا ہے کہ جو کام حضرت مولانا الیاس صاحب کی حیات میں اصولوں کی انتہائی پابندی کے باوجود صرف بدعتِ حسنہ کی حیثیت رکھتا تھا اس کو اب انتہائی بے اصولیوں کے بعد دنیا کا اہم کام کس طرح قرار دیا جاسکتا ہے؟ اب تو منکرات کی شمولیت کے بعد اس کو بدعتِ حسنہ بھی نہیں کہا جاسکتا۔ میرا مقصد صرف اپنی ذمہ داری سے سبکدوش ہونا ہے۔

مندرجہ بالا اقتباسات سے مندرجہ ذیل نکات اخذ کئے جاسکتے ہیں:۔

۱۔ تبلیغی جماعت کی محنت قرآن و حدیث کے موافق نہیں۔

۲۔ تبلیغی جماعت کی محنت حضرت مجدد الف ثانی اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور علمائے حق کے مسلک کے مطابق بھی نہیں۔

۳۔ تبلیغی جماعت کا عمل ابتداء میں بدعتِ حسنہ کہا جاسکتا تھا لیکن اب جبکہ اس میں بہت سی خلافِ شرع باتیں داخل ہوگئی ہیں بدعتِ حسنہ بھی نہیں کہا جاسکتا یعنی بدعت سیئہ ہوگیا ہے۔

http://www.rehmani.net

"چشمہ آفتاب" کو مرتب کرنے والے عالم قمر الدین مظاہری اپنے پیش لفظ میں لکھتے ہیں:۔

"مولانا احتشام الحسن کاندھلوی اس تحریک کے بانیوں میں سے ہیں۔ انہوں نے حال ہی میں تبلیغی جماعت پر سخت تنقید کرتے ہوئے اس کو گمراہی کی طرف دعوت دینے والی جماعت قرار دیا ہے۔" (چشمہ آفتاب، ص ۳)

غور فرمائیں! جس جماعت کو "علمائے دیوبندی گمراہی کی طرف دعوت دینے والی کہیں" وہ کیسی شدید گمراہی کی طرف لے جانے والی ہو سکتی ہے! راقم بھی تبلیغی جماعت کے بارے میں اپنے ذاتی تجربات، مشاہدات قلم بند کر رہا ہے جس سے مولانا احتشام الحسن کاندھلوی کے متذکرہ بالا فیصلے کی تصدیق و توثیق ہوتی ہے۔

بہر حال دیوبندی اور تبلیغی جماعت میں اختلاف کے باوجود دونوں فکری طور پر ہم آہنگ نظر آتے ہیں خصوصاً حضورِ انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں علمائے دیوبند نے جو گستاخانہ عبارات تحریر کی ہیں تبلیغی حضرات ان کی تائید کرتے ہیں۔

فاضل مصنف کے نزدیک علمائے دیوبند اور تبلیغی جماعت کے مبلغین کی مساعی اسلام اور شارع اسلام کیلئے ہرگز موثر اور مفید نہیں کیونکہ دونوں حضورِ انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خوبصورت و دل آویز شخصیت کو مسخ کر کے پیش کرتے ہیں۔ فاضل مصنف نے اس حقیقت کو تمثیلی انداز سے سمجھانے کی کوشش کی ہے۔ ذرا سوچیں ایک عالمی اجتماع میں سب ادیان والے جمع ہیں ایک ایک فاضل اپنے اپنے بانی مذہب کے محاسن بیان کرتا ہے۔ پھر گستاخِ رسول کی نوبت آتی ہے۔ وہ رسولِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معائب بیان کرتا ہے پھر ایک عاشقِ رسول اُٹھ کر آپ کے وہ وہ محامد و محاسن بیان کرتا ہے کہ ہر مذہب والا حیران رہ جاتا ہے۔ گستاخِ رسول کی باتوں نے کسی پر کچھ اثر نہ کیا مگر عاشقِ رسول نے میدان جیت لیا۔ اس تمثیل سے فاضل مصنف یہ بتانا چاہتے ہیں کہ اگر دنیا کے سامنے حضورِ انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شخصیت کو اس بھونڈے انداز سے پیش کیا جائے جس طرح گستاخانِ رسول پیش کرتے ہیں تو نہ دینِ اسلام پھیل سکتا ہے اور نہ مسلمانوں میں دین کی وہ حرارت باقی رہ سکتی ہے جو مقصود و مطلوب قرآن و حدیث ہے۔ فاضل مصنف کے خیال میں ہماری جملہ پریشانیوں اور تباہیوں کا اصل سبب دلوں سے حضورِ انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت و تعظیم کا نکل جانا ہے۔ بلاشبہ یہ سچ اور حق ہے۔

ع به مصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست

علمائے دیوبند اور علمائے اہل سنت و جماعت کے اختلافات کا ذکر کرنے کے بعد فاضل مصنف سوال کرتے ہیں کہ آخر یہ جھگڑا ختم کیسے ہو؟ ضرور ختم ہونا چاہئے، لڑتے لڑتے برسوں ہو گئے۔ اس کا آسان حل یہی ہے کہ جن لوگوں نے گستاخیاں کی ہیں ان کو کافر سمجھتے ہوئے ان سے الگ ہو کر ہم سب سلف صالحین کے نقش قدم پر متحد و متفق ہو جائیں۔ یہ کوئی مشکل نہیں، ناموسِ مصطفیٰ کیلئے سب کچھ قربان کر دینا چاہئے۔ لیکن ہزار کوششوں کے باوجود ایسا نہیں ہوتا۔۔۔۔۔ کیوں۔۔۔۔۔؟

http://www.rehmani.net

فاضل مصنف نے اس کی وجوہات بتاتے ہوئے ماضی کا سرسری جائزہ لیا ہے۔ جو یہود و نصاریٰ، حضورِ انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے خفا تھے، وہ دل سے مسلمان نہیں ہوئے تھے، سارا کیا کرایا انھیں کا ہے۔ انھیں میں ایک یہودی عالم عبد اللہ بن سبا تھا جو (بظاہر) مسلمان ہو گیا تھا مگر اس نے وہ وہ کام کیے جو کوئی کافر و مشرک بھی نہیں کر سکتا۔ منافقین خواہ اس دور کے ہوں یا اس دور کے سب کا رِشتہ فکر انھیں باغیوں سے ملتا ہے جو ناموسِ مصطفیٰ کے دشمن ہیں۔

فاضل مصنف کے نزدیک ان باغیوں، سرکشوں، گستاخوں کی نشاندہی سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پہلے ہی فرما دی۔ حدیثِ مبارک کو غور سے پڑھیں، اپنے چاروں طرف دیکھیں، اپنے طرزِ عمل اور فکر و خیال کا جائزہ لیں اور دعا کریں اللہ تعالیٰ ہمیں سیدھے راستہ پر چلائے۔

سنئے۔۔۔ حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لشکرِ اسلام میں مالِ غنیمت تقسیم فرما رہے تھے، واقعہ یہ ہوا کہ ایک شخص حرقوس بن زہیر جسے ذوالخویصرہ کہا جاتا تھا، کہنے لگا: "یا رسول اللہ آپ نے عدل نہیں کیا"۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس گستاخ و بے ادب کی گردن مارنے کی اجازت چاہی، سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اجازت نہ دی اور ذوالخویصرہ سے مخاطب ہو کر فرمایا: "میں اللہ کا نبی ہوں، اگر میں عدل نہیں کروں گا تو اس روئے زمین پر مجھ سے بڑھ کر عدل کرنے والا کون ہو گا؟"

آپ نے غور فرمایا، حضورِ انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے صحابہ کرام کس بے تکلفی سے دل کی بات کہہ دیا کرتے تھے مگر جب وہ بے تکلفی، گستاخی و بے ادبی تک پہنچتی تو پھر وہ صحابی، صحابی نہ رہا، گستاخِ رسول و بے ادب ہو گیا، جس کے متعلق حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فیصلہ یہ ہے کہ اس کی گردن مار دی جائے۔ پھر یہ بھی غور فرمائیں، حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ذوالخویصرہ کی کڑوی بات کو کس خندہ پیشانی سے برداشت فرمایا اور اس کو اس کڑوی بات کا نہایت میٹھا جواب عنایت فرمایا۔ لیکن اس کے بعد سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نگاہ مبارک مستقبل کا ایک ایک پردہ اُٹھا کر ہم کو خبردار کرتی ہے، جو یہ کہتا ہے کہ حضورِ انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو (معاذ اللہ) دِیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں، وہ دیکھے کہ آپ کی نظر کہاں تک دیکھ رہی ہے۔۔۔

سنئے۔۔۔ آپ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مخاطب ہو کر فرمایا:۔

"یہ ابھی زندہ رہے گا، اس کی نسل سے لوگ نکلتے رہیں گے"۔

http://www.rehmani.net

پھر ذوالخویصرہ کی نسل کی نشانیاں بیان فرمائیں، ان نشانیوں کو ذرا غور سے پڑھیں اور پھر دیکھیں کہ یہ کہاں کہاں پائی جاتی ہیں، ایسے لوگوں سے خود بچیں اور دوسرے مسلمان بھائیوں کو بچائیں۔ اب یہ نشانیاں ملاحظہ فرمائیں:۔

۱۔ یہ لوگ سروں پر بال نہیں رکھیں گے (یعنی سر منڈواتے رہیں گے)۔

۲۔ پاجاموں اور شلواروں کے پائنچے ٹخنوں سے بہت اونچے رکھیں گے۔

۳۔ لمبی لمبی نمازیں پڑھیں گے کہ دوسرے لوگ ان کی نمازوں کو دیکھ کر اپنی نمازوں کو حقیر سمجھیں گے۔

۴۔ یہ قرآن عمدگی سے پڑھیں گے مگر قرآن ان کی زبان پر ہوگا ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔

۵۔ زبانیں شکر جیسی میٹھی ہوں گی مگر دل بھیڑیوں سے زیادہ سخت اور برے ہوں گے۔

۶۔ صورت شکل سے بڑے نیک معلوم ہونگے مگر دین سے اس طرح نکلے ہونگے جس طرح تیر اپنے شکار سے نکل جاتا ہے۔

۷۔ یہ لوگ خود برے ہوں گے اور برائی ہی پھیلائیں گے۔

آپ نے یہ نشانیاں ملاحظہ فرمائیں، جو مخبر صادق حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے چودہ سو برس پہلے ارشاد فرمائیں۔ اہل سنت وجماعت سے کٹنے والے ہر فرقے میں آپ ان نشانیوں میں سے کوئی نہ کوئی نشانی ضرور پائیں گے۔ پھر ایک نشانی اور ہے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جس کی نشاندہی فرمائی ہے اور وہ یہ کہ ایسی قرآنی آیات جو بتوں اور کفار و مشرکین سے متعلق ہیں ان کو مسلمانوں پر چسپاں کیا جائے گا گویا یہ آیات انھیں کیلئے اتری ہیں، ایسے لوگوں کو حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بدترین خلائق قرار دیا ہے۔ سنئے وہ کیا فرماتے ہیں:۔

"مخلوقِ الٰہی میں سب سے برے وہ لوگ ہیں جو کافروں اور مشرکوں کے بارے میں
نازل ہونے والی آیتیں مسلمانوں پر چسپاں کرتے ہیں۔"

اس معیار کو سامنے رکھ کر باطل فرقوں کا پہچاننا آسان ہوجائے گا۔ جمعۃ المبارک کے خطبات اور عام تقریروں میں بعض حضرات یہی کرتے ہیں اور ان کو نہیں معلوم کہ وہ اپنے اس عمل سے بدترین خلائق میں شمار کئے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ایسے لوگوں سے محفوظ رکھے۔ آمین

http://www.rehmani.net
دورِ جدید کے مسلمان نوجوان اختلافی کشمکش سے کچھ گھبرائے ہوئے معلوم ہوتے ہیں اور پوچھتے ہیں کہ ہم کدھر جائیں؟ جو کچھ عرض کیا اس کی روشنی میں منزل کا تعین کرنا آسان ہو جائے گا۔ فاضل مصنف نے خوب فرمایا کہ ہم ادھر جائیں جدھر محبت ہی محبت ہو۔ سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے محبت، اہلِ بیت اطہار سے محبت، ازواجِ مطہرات سے محبت، صحابہ کرام سے محبت، تابعین سے محبت، تبع تابعین سے محبت، محدثین وفقہا سے محبت، اہل اللہ سے محبت، علمائے حق اور مشائخ کرام سے محبت..... غرض جس راہ میں محبت کے پھول بکھرے ہوں، اسی راہ پر چلیں اور اس راہ سے بچیں جہاں خار ہوں، کانٹے ہی کانٹے ہوں۔ مولیٰ تعالیٰ ہمارے دلوں کو محبت سے آباد رکھے اور اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ایسی محبت عطا فرمائے جس کے آگے دنیا کی ساری محبتیں ہیچ ہو جائیں۔

آمین بجاہ سید المرسلین رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وازواجہٖ واصحابہٖ وسلم

اس دور کی ظلمت میں ہر قلب پریشاں کو
وہ داغ محبت دے جو چاند کو شرما دے
آمین!

۲۱ / ذوالحج ۱۴۱۲ھ
۲۳ / جون ۱۹۹۲ء

ڈاکٹر محمد مسعود احمد

اَللّٰهُ رَبُّ مُحَمَّدٍ صَلَّی عَلَیْهِ وَسَلَّمَا

پیش نوشت

سچ عرض کروں، دینی، روحانی اور علمی معاملات میں میری حیثیت ایک طالبِ علم کی ہے۔ حرف و لفظ کی یہ جو تھوڑی بہت پہچان اور انہیں برتنے کا جو کچھ سلیقہ آیا ہے، وہ بیش تر اپنے ماحول کے سبب سے ہے اور والدین کریمین، دادا حضور، نانی اماں اور اساتذہ و مشائخ کی بدولت ہے۔ ان محترم و معزز ہستیوں نے زندگی کے ہر مرحلے پر میرے شعور کی رہنمائی کی ہے۔ بچپن ہی سے کتاب و قلم، مدرسہ و مکتب، دینی و روحانی مباحثہ و مشاہدہ سے کسی نہ کسی طور واسطہ رہا۔ زندگی کی تین دہائیاں گزر چکی ہیں۔ مجھے اندازہ ہے کہ آگے سمندروں کا سفر ہے اور کشتی حیات بہت ناپائیدار، بڑی بے اعتبار ہے تاہم ایک یقین ہے کہ کچھ اپنی طلب و جستجو اور ذوق و شوق، کچھ اپنے بزرگوں کی لطف و عنایت اور رفیقوں کی دعائیں زادِ راہ رہیں تو اِن شاء اللہ سرخروئی ہی نصیب ہو گی۔

پہلے بھی یہ احساس بہت آزار پہنچاتا تھا، گزشتہ دِنوں افریقی ممالک جانے کا اتفاق ہوا تو شدت اور بڑھ گئی۔ اپنے وطن اور وطن سے دور اسلام کے پیروان کار میں یہ بوالعجبی خوب دیکھی کہ یہ اپنے ہی گریباں کے درپے ہیں۔ کسی اور پر کیا اُنگلی اُٹھایئے، مدینے کے یہ (نام نہاد) رہ رو، راستی اور راست بازی کے (دعوے دار) مبلغ، امن و سلامتی کے (بزعم خود) علم بردار، خود اپنے زبان و قلم اور عمل و کردار سے اپنی ملّت و جمعیت، اپنے محراب و منبر کو رُسوا کر رہے ہیں۔ یہ المیہ بیان کرتے ہوئے دل خون ہوتا ہے کہ ہم اپنی توانائیاں اسی چپقلش اور باہمی کشیدگی میں صَرف کر رہے ہیں۔ کیا ستم ہے کہ نزاع و اختلاف بھی اپنے مرکز و محور سے ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بغیر دین اسلام کا تصور نہیں کیا جا سکتا۔ رسول ہی کی عظیم و جلیل ہستی کی تفسیر و تعبیر، تشریح و توصیف میں اختلاف ہے۔ میرا رسول، میرا ایمان ہے کہ آیئنے کے مانند ہے۔ وہ رحمتِ عالم، نورِ مجسم، شفیعِ معظم ہے۔ اس نے درندوں سے بدتر انسانوں کو آدمیت کا شرف بخشا، اس نے اپنے خلق عظیم سے نفرتوں کو محبت میں تبدیل کر دیا۔ اس مقدس و مطہر رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعلیم و تربیت نے صحراؤں میں جانوروں کے پیچھے چلنے والوں کو آنے والی نسلوں کا پیشوا بنایا۔ واقعہ یہ ہے کہ مجھے دنیا بھر میں کسی اور دین و مذہب کا ماننے والا ایسا نہیں ملا جس نے اپنے دین کے بانی کیلئے اتنی متضاد و مختلف باتیں کی ہوں، ایسی باتیں جو بے ادبی، گستاخی اور دریدہ دہنی کے ذیل میں آتی ہیں۔ شاید کبھی کسی دوسری ملت کے لوگوں نے یہ وتیرہ روا نہ رکھا ہو جو ہم محسن کش اپنے رہبر کامل، محسنِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے روا رکھتے ہیں۔

http://www.alahazratnetwork.org

یہ بات بڑی نا قابل فہم ہے کہ اپنے نبی، ختمی مرتبت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات والا صفات کو تنقید و تنقیص کا ہدف بنانے والے اپنے فکر و عقیدہ میں اگر اتنے ہی پختہ ہیں، انہیں معبود حقیقی اللہ سبحانہ کا عظیم الشان رسول پسند نہیں اور اس کے خصائص و کمالات، تعظیم و توقیر گوارا نہیں تو ایسے نبی پر ایمان اور اس کی پیروی پر انہیں اصرار کیوں ہے؟ اللہ سبحانہ کے نبی پر ایمان اور ان کی گفتار و کردار کی اتباع کیلئے ہم اپنے وضع کردہ، خود ساختہ طریقوں اور قاعدوں کے نہیں، کتاب و سنت کے پابند ہیں۔ نبی سے ہمارا تعلق، کسی فلسفی، مفکر، استاد، حاکم و محکوم، بادشاہ رعایا، فاتح اور مفتوح اور آقا اور غلام کا (جبری) نہیں، ایک رہبر اور رہ رو، ایک نبی اور اُمت کا ہے اور سب سے بڑھ کے، یہ تعلق محبوب و محبّ کا ہے۔ عشق ہی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ہمارے تعلق کی اساس ہے۔ وہ ہمارے آقا ہیں اور ہماری غلامی کوئی بیچی ہوئی یا خریدی ہوئی غلامی نہیں، خود اختیاری ہے۔ یہ نسبت تو عشق کی ہے، یوں وہ ہمارے فاتح بھی ہیں، ہمارے حاکم بھی، ہمارے بادشاہ بھی، ہمارے استاد اعلیٰ بھی۔ مومن کا ایمان، مومن کو عشق اور تعظیم کا درس دیتا ہے اور عشق کی بات ہے تو اپنے حبیب کی طرف اُنگلی اٹھانا تو کجا، نگاہ اُٹھانا بھی توہین کے زمرے میں آتا ہے۔ یہ تو سر بہ سر نیاز کیشی اور نیاز مندی کا معاملہ ہے۔۔۔ جناب! صاحبو! جو ہمارا کیا، خود اللہ کا محبوب ہو اس کا تو مقام ہی کچھ اور ہے، اس مقام کا کیا ٹھکانا! ؎

عشق سے ہوجائے ممکن ہے وگرنہ عقل سے
کیا مقام مصطفیٰ ہے، فیصلہ دُشوار ہے

لوگ کہتے ہیں "نہیں کہنے دو، ان کے جو جی میں آئے، ہرزہ سرائی کرنے دو، خاموش رہو اور اتحاد کی بات کرو۔ جو ہو رہا ہے، اسے ایسا ہی رہنے دو، انسان چاند پر قدم رکھ چکا ہے اور یہ مولوی حضرات ابھی رویت ہلال ہی پر جھگڑ رہے ہیں"۔

لوگ کہتے ہیں "جدت کی بات کرو، دین کو کچھ ماڈرن کرو، نئے ساز لاؤ، پرانے راگ، پرانے طور طریق بدلو، زمانہ تیزی اور تیز رفتاری کا ہے، یہ کہاں کے مسائل، کہاں کے اختلافات لے بیٹھے"۔

بے شک، وقت بہت بدل گیا ہے لیکن ایسا بھی نہیں بدلا کہ انسان، انسان سے بے نیاز ہو گیا ہو اور غیرت و حمیت، خودی و انا کی آگ انسان میں سرد ہو چکی ہو۔ یہ نو بہ نو اشیاء کا اضافہ، فلک بوش شہروں کی تعمیر، مشین کی سربلندی اور ٹیکنالوجی کی برتری، یہ چمک دمک بہت حیران کن ہے۔ آدمی بہت کچھ بہک، بہت کچھ بھٹک گیا ہے۔ اس کی آنکھیں نئی روشنیوں کی تاب ناکیوں سے خیرہ ہیں، مگر کیا انسان بھی بدل گیا ہے؟ اس نے کیا سر کے بل چلنا شروع کر دیا ہے؟ اپنے حبیبِ پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں گم کردہ راہ ملاؤں کی موشگافیاں اور ریشہ دوانیاں سن کے غیرت کا لفظ بے معنی معلوم ہوتا ہے۔ کچھ یہی بیانات ان حضرات سے ان کے اجداد، خاندانی روایات اور رسم و رواج کے بارے میں صادر کئے جائیں تو یہ آمادۂ پیکار ہو جائیں۔ کوئی کسی کے رفیق جاں کو برا بھلا کہے

http://www.rehmani.net

تو بدکور کسی مفتی کے پاس فتوے اور قاضی کے پاس قانون پوچھنے نہیں جاتا، خود خنجر اُٹھاتا ہے اور اس گستاخ، دریدہ دہن سے ذرا سی رو رعایت نہیں کرتا۔ یہ تو عام رِشتوں ناتوں، خونی اور سماجی رشتوں ناتوں کا معاملہ ہے، پر جہاں بات نبی کی ہو اور نبیوں کے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی، وہاں تو صورت ہی دگر ہوتی ہے۔ نبی سے اس کے اُمتی کا ناتا سب سے الگ، ہر دُنیوی رشتے سے سوا ہے۔ یہ دماغ کا نہیں، دل کا معاملہ ہے۔ یہ روح کا، روحانیت کا، سچ، سلامتی اور عشق کا رشتہ ہے۔ نبی کا کوئی جاں نثار جاں سپار اپنے محبوب کے بارے میں ان نازیبا کلمات پر کس طرح خاموش بیٹھا رہ سکتا ہے؟ یہ سب سے بڑی دل آزاری ہے۔ نادہندوں، ناسپاس گزاروں کے ستم کا یہ طور عرصے سے جاری ہے اور اب کچھ زیادہ ہی شدید ہو گیا ہے۔

یہ اختلاف برائے اختلاف والی بات نہیں، مختلف ہونا جدا بات ہے، مخالف ہونا جدا۔ ان ستم ظریفوں، مخالفوں کے تمام اعتراضات و اختلافات کی بنیاد ان کی خام عقل ہے۔ انسانی عقل کی بساط ہی کتنی ہے! شاعر مشرق علامہ محمد اقبال مرحوم نے کیا خوب کہا ہے ؎

گزر جا عقل سے آگے کہ یہ نور
چراغ راہ ہے، منزل نہیں ہے

انسانی عقل نے امتداد زمانہ کے ساتھ بہت کمالات کئے ہیں۔ انسانی عقل کی کرشمہ کاری سے آج انسان پرندوں کے مانند آسمانوں میں پرواز کر رہا ہے، انسان نے خود کو پر لگا دیے ہیں۔ انسان نے اپنے جیسے لوہے کے (گویا) انسان بنالیے ہیں جو اس سے زیادہ محنت و مشقت، سرگرمی و مستعدی سے کام کرتے ہیں۔ انسان کی آواز اب اتنی بلند ہو گئی ہے کہ قطب شمالی سے کوئی پکارے تو قطب جنوبی تک سنی جائے۔۔۔۔ اور فاصلے، انسان کا سب محیر العقول کارنامہ، فاصلوں کا سمٹاؤ ہے۔ انسان نے شرقاً، غرباً، شمالاً، جنوباً، دنیا کو مختصر کر دیا ہے۔ وہ ناشتہ مشرق میں کرتا ہے تو ظہرانہ مغرب میں، مگر انسان اتنی قوت و قدرت کے بعد بھی کیسا بے بس اور بے کس ہے، کیسا محدود اور حقیر۔ اس نے دنیا کو وباؤں سے پاک کر دیا ہے، مگر وہ موت سے بچنے پر قادر نہیں، اس نے فطرت کو مسخر کیا ہے مگر وہ آندھیوں، طوفانوں اور آتش فشانوں کی مزاحمت سے قاصر ہے۔ انسانی عقل آج تک یہ عقدہ حل نہ کر سکی کہ ایک آدمی کے انگوٹھے کا نقش، دوسرے آدمی کے مطابق کیوں نہیں ہے۔ یہ تو چھوٹی سی بات ہے، سب سے بڑی حیرت تو خود یہ کائنات ہے۔ یہ زمین آسمان، چاند تارے، یہ دریا، سمندر، سیارگاں، صبح و شام کا یہ سحر، موسموں کی یہ نیرنگیاں اور یہ قوس قزح، رنگوں کی کاہ کشاں، یہ سیلاب رنگ و نور، یہ سب کیا ہے، کیوں ہے اور کس کیلئے ہے۔۔۔۔۔!

http://www.rehmani.net

موت و زیست اور یہ کائناتی نظام انسانی عقل کی دست رس سے باہر ہے۔ اللہ سبحانہ نے بے شک انسان کو عقل دی ہے مگر بے حد و حساب نہیں۔ جنھوں نے اپنی حد سے تجاوز کیا، وہ اُلجھتے چلے گئے۔ آنکھ اتنا ہی دیکھ سکتی ہے جتنا اس کے اختیار میں ہے۔ دماغ اتنا ہی سوچ سکتا ہے جس کا یہ متحمل ہے، اس سے آگے شریانیں پھٹ جاتی ہیں۔ عقل منزل نہیں ہے۔ منزل ہوتی تو انسانوں کی ہزار ہا نسلیں گزر چکی ہیں، انسان کسی منزل پر پہنچ گیا ہوتا۔ عقل، راستہ ہو سکتی ہے، منزل نہیں۔ کسی شاعر نے کہا ہے ۔

شاید اسے عشق بھی نہ سمجھے
جس کرب میں عقل مبتلا ہے

عقل کیلئے کرب لازم ہے کہ عقل نہایت کم مایہ ہے، یہ تو ساتویں در کے بعد ہانپنے لگتی ہے۔ عشق بجائے خود منزل ہے۔ عشق انسان کی فضیلت ہے اور کائنات عاشق کے آگے کسی سراب کے مانند ہے۔ عاشق خود ایک کائنات ہے۔ عشق حقیقت ہے یہی منزل اور یہی آب حیات و بقائے دوام۔ عقل ابتداء ہے، عشق انتہا۔ عقل کمیت ہے، عشق کیفیت۔ عقل آدمی کا وصف ہے، عشق آدمی کی معراج۔ عقل شک ہے، عشق یقین۔ الغرض عقل کہیں انکار ہے کہیں اقرار ہے تو عشق محض اقرار۔ عقل خواب ہے تو عشق تعبیر۔ عقل سراب ہے تو عشق حقیقت۔ (عقل سے مراد گستاخی، بہتان، الزام اور دشنام نہیں)۔ عشق کا درجہ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے پوچھئے۔ رِوایت ہے کہ "ان کی روح عالمِ ارواح میں ستر ہزار برس پرواز کرتی ہے اور یہی کہتی ہے کہ شانِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حد معلوم نہیں ہو سکی"۔

ہم دیوانے شہریار، شہر مدینہ کو عقل سے نہیں، عشق سے جانتے پہچانتے ہیں۔ ایمان، عشق ہے۔ اعتراضات و اختلافات عقل کی کرستانی ہیں، عشق کا یہ طور نہیں۔ عشق تو سر بہ سر تسلیم و رضا ہے۔ عشق سوچتا نہیں، دیکھتا ہے۔ اپنے محبوب کا جلوہ، اپنے حبیب کا جمال۔ وہ تو حکم سنتا ہے اور سر جھکاتا ہے، اسے تو اپنے حبیب کی ہر ادا بھاتی ہے، وہ تو حبیب کے وجود کا حصہ ہے، اس کا سایہ اور اس کا پرتو۔۔۔۔

ہمارا رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ سبحانہ کی طرف سے زمین پر بھیجا گیا آخری تاج دار ہے۔ وہ انسانوں کا، فرشتوں کا، جنّوں کا، حور و غلماں کا رسول ہے۔ وہ شجر و حجر، ذرّوں، قطروں، پتوں، کوہ و دمن، آب و گل کا رسول ہے۔ اس پر خود خالقِ حقیقی دُرود و سلام بھیجتا ہے، اس کی زُلفوں اور چہرے کی قسم یاد فرماتا ہے، اس کی اطاعت کو اپنی اطاعت، اس کی بیعت کو اپنی بیعت فرماتا ہے اس کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ، اس کی پیروی کو اپنی رِضا قرار دیتا ہے۔ اس کے غلاموں کو جنت کی بشارت عطا فرماتا ہے اور منکروں کو دوزخ کے آلام سے متنبہ کرتا ہے۔

http://www.rehmani.net

دیوبند سے بریلی، اندھیرے سے اُجالے تک اور عقل خام سے عشق صادق تک ایک سفر کی رو داد ہے۔

بریلی کا امتیاز، عشق رسول (ﷺ) ہے کہ یہی جان ایمان ہے، وہ کہتے ہیں ۔

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب

یعنی محبوب و محب میں نہیں میرا تیرا

دیوبند کا شعار، بے مہار عقل ہے۔ ان کا فرمودہ ہے کہ "جیسا یا جتنا علم غیب، رسول اللہ (ﷺ) کو حاصل ہے ویسا جانوروں کو بھی ہے۔ (معاذ اللہ)

موازنہ و مقابلہ وہ کریں جنہیں خرد سے غرض ہے۔ اس خاک پائے آل رسول کا پیغام تو دعوت عشق ہے۔ عقل کا پیمانہ، جاہل اور عالم کی برابری گوارا نہیں کرتا تو نبی اور اُمتی کی برابری کیسے قبول کر لی جائے۔ اُمتی بھی بشر، نبی بھی بشر مگر یہ نبی (ﷺ) ایسا بشر ہے کہ بے مثل و بے مثال ہے۔ وہ سب سے یکتا یگانہ ہے۔ کوئی نہ اس کا ہم پلہ، کوئی نہ اس کا ہم مرتبہ۔ میرے نبی (ﷺ) کے بارے میں ارشادِ ربانی ہے: "یہ اپنی خواہش سے لب بھی نہیں ہلاتا، اس کے ہونٹ تبھی حرکت میں آتے ہیں جب ہماری وحی ہوتی ہے"۔

وہ نبی (ﷺ) اپنی زبانِ حق ترجمان سے خود کہتا ہے: "میں تمہارے جیسا نہیں ہوں"۔ (لَستُ مثلکم)

جب قرآن نے کہا کہ اے نبی (ﷺ) فرمادو، میں ظاہر صورت بشری میں تمہاری طرح ہوں۔ اس رمز و کنایہ سے مراد بشریت میں برابری ہی ہے تو رسالت کا انکار بھی کیا جائے کیونکہ وحی ربانی کیلئے تمام خصائص و کمالات اور امتیاز و شرف ہر بشر کا خاصہ نہیں۔ یوں بے شمار عقلی توجیہیں کی جا سکتی ہیں۔ اس ارشاد کی حقیقت یہ ہے کہ (نبوت کے کمالات نبی کی خصوصیات دیکھ سن کر عیسائیوں کی طرح نبی کو خدا نہ سمجھ لینا، نبی کا ظہور بھی لباس بشر میں ہوا ہے، نبی ہرگز خدا نہیں۔

میں ان صاحبان عقل و ہوش سے سوال گزار ہوں کہ اگر برابری پر اصرار ہے تو بشریت مصطفیٰ کی کوئی ایک جھلک ہی اپنے اندر دکھلا دو۔ رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی برابری کا دعویٰ، رسول کو محض بشر کہنا میرے مسلک میں بے ادبی اور کفر ہے اور قرآن بتاتا ہے کہ نبی کو اپنے مثل بشر کہنا کافروں کا طریقہ ہے۔ قرآن و حدیث میں اہل ایمان کیلئے کہیں ایسا کوئی فرمان نہیں کہ نبی کو اپنے جیسا بشر کہا جائے بلکہ قرآن میں صاف طور پر کہا گیا ہے کہ جس طرح آپس میں ایک دوسرے کو پکارتے ہو نبی (ﷺ) کو ہرگز اس طرح نہ پکارو۔

http://www.rehmani.net

بہت عرصے سے میں اس قرض کا بوجھ سینے پر محسوس کر رہا تھا۔ آج اس کی ادائی سے خود کو کچھ سبک محسوس کرتا ہوں۔ ہر چند ابھی بہت کچھ باقی ہے، جانے کتنے گوشے ابھی تشنہ رہ گئے ہیں، اسے قسط اول جانئے، باقی بشرط زندگی اِن شاء اللہ تعالیٰ آئندہ سہی۔

میں نے کوشش کی ہے کہ عقل و خرد کے دعوے داروں کو انہی کی زبان میں جواب دیا جائے۔ دلائل و براہین، منطق واستدلال کی زبان میں۔ گو، میرے نزدیک تمام سوالوں کا جواب ایک ہی ہے، اور وہ ہے عشق

ع عقل قربان کن بہ پیش مصطفیٰ (ﷺ)

لیکن یہ سرمستی کی بات ہے ظاہر بینوں کی سمجھ میں نہیں آئے گی۔

کتابچے کے مطالعہ کے بعد کوئی پہلو وضاحت طلب ہو تو اس فقیر کا دروازہ کھلا ہے۔ ہر کتاب کا حوالہ درج ہے اور ہر حوالے کی سند موجود ہے۔ یہ کتابیں عام ہیں۔ کسی پر بہتان یا کذب باندھنا، مومن کا قرینہ نہیں۔ ایک روز ہم سب کو میزان پر پہنچنا ہے۔ اس دن کا خیال پیش نظر رکھے گا تو فیصلہ عدل وانصاف پر مبنی ہو گا ورنہ قبر کی منزل کیا دور ہے۔۔۔۔

کوکب نورانی را احمد (ﷺ) شفیع

(اوکاڑوی غفرلہٗ)

اَللّٰہُ رَبُّ مُحَمَّدٍ صَلَّی عَلَیْہِ وَسَلَّمَا

رحمتِ عالم، نورِ مجسم، شفیع معظم، حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے "جس شخص نے کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) پڑھ لیا وہ جنت میں داخل ہو گیا"۔ یہ ارشاد مبارک بالکل صحیح ہے کیونکہ اسے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زبانِ حق ترجمان نے ادا کیا۔

اس زبان پر کسی شبہے کا گمان تک نہیں کیا جا سکتا۔ یہ وہی زبان ہے جس نے انسانیت کو معبودِ حقیقی اللہ تعالیٰ کی پہچان عطا کی۔ یہ ارشاد مبارک عام دلیل ہے۔ اگر کوئی شخص کلمہ طیبہ پڑھتا ہے تو وہ دینِ اسلام کا پابند ہو جاتا ہے۔ اس کلمہ پر مکمل یقین اور اس کی ہر طرح پابندی اس شخص پر لازم ہو جاتی ہے۔ اگر کوئی شخص اس کلمے کو پڑھ کر ضروریاتِ دین میں سے کسی ایک قطعی بات کا بھی انکار کر دے تو خاص دلیل کی وجہ سے وہ شخص اس عام دلیل سے خارج ہو جائے گا کیونکہ مومن ہونے کیلئے تمام ضروریاتِ دین کو بہ تمام و کمال ماننا ضروری ہے اور دین کی کسی ایک قطعی بات کا انکار بھی کفر (کیلئے کافی) ہے۔

جس طرح کہ قادیانی مرزائی احمدی لوگوں نے صرف ختمِ نبوت کا انکار کیا اور ایمان سے خارج ہو گئے۔ ظاہر ہے کہ ختمِ نبوت یعنی حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو آخری نبی ماننا یہ عقیدہ ہے، عمل نہیں اور ایمان دار اصل صحیح اور ضروری عقائد کو ماننے کا نام ہے۔ جس کے عقیدے صحیح نہ ہوں وہ کلمہ طیبہ پڑھنے اور نماز روزے کے باوجود اپنے ایمانی دعوے میں سچا نہیں ہو سکتا۔ حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب اس دنیا سے پردہ فرمایا تو کچھ قبائل صرف زکوٰۃ کے منکر ہو گئے حالانکہ وہ نماز روزے کے منکر نہیں تھے مگر خلیفہ رسول حضرت سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان لوگوں کے خلاف جہاد فی سبیل اللہ کیا۔ دینِ اسلام قبول کرنے کے بعد کوئی قطعی و ضروری اسلامی عقائد کا انکار کرے اور توبہ نہ کرے تو اسے شرعی اصطلاح میں مرتد کہا جاتا ہے اور اس کی سزا شریعت میں قتل ہے۔ یہ اصول ہے کہ قانون کا منکر، غدار اور باغی کہلاتا ہے اور دنیا کے ہر قانون میں غدار کی سزا قتل ہے۔

http://www.rehmani.net
آجکل کے دور میں بہت لوگ ایمان و اسلام کے خود ساختہ ٹھیکے دار بنے ہوئے ہیں جبکہ ان کے عقائد ہرگز درست نہیں ہیں حالانکہ وہ قرآن پڑھتے ہیں اور نماز روزے کے پابند نظر آتے ہیں۔ کتاب و سنت کا جاننے والا ہر شخص بخوبی واقف ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کلمہ و نماز پڑھنے والے بہت سے لوگوں کا نام پکار کر انہیں اپنی مسجد سے نکل جانے کا حکم دیا تھا۔ ان لوگوں کو قرآن و حدیث میں منافق کہا گیا ہے۔ ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے واضح طور پر فرمایا ہے کہ "وہ لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ اور قیامت کو مانتے ہیں وہ لوگ ہرگز مومن نہیں ہیں۔ اس کی وجہ بھی ارشاد فرمائی کہ ان لوگوں کے دل میں بیماری ہے"۔ (سورۃ البقرہ:۸)

یقیناً وہ بیماری اختلاج یا دل کی دھڑکن کی غلط حالت کی نہیں تھی بلکہ وہ بیماری یہ تھی کہ ان لوگوں کے قلبی نظریات یعنی عقیدے درست نہیں تھے۔ ہر چند کہ وہ لوگ کلمہ گو اور نمازی تھے مگر فرمانِ الٰہی یہی ہے کہ وہ مومن نہیں۔ دل میں بیماری کہنے سے مراد یہ ہے کہ ایمان انسان کے دل میں ہوتا ہے، یوں کافر کا کفر اور منافق کا نفاق بھی دل میں نقش ہے، یعنی عقیدہ دل کے پختہ نظریے کا نام ہے اور آیاتِ الٰہی صاف بتا رہی ہیں کہ جس کا عقیدہ دُرست نہیں وہ نماز روزے کا کتنا ہی پابند کیوں نہ ہو، وہ ہرگز مومن نہیں ہو سکتا۔

پڑھنے سننے والے حضرات و خواتین خاص طور پر نوجوان نسل اس مرحلے پر بہت زیادہ ذہنی انتشار کا شکار ہو جاتی ہے اس لئے کہ مسلمانوں میں کتنے ہی گروہ ہیں اور ہر گروہ کتاب و سنت سے اپنے بارے میں صحیح ہونے کا ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہے اور اپنے مخالف کو غلط کہتا ہے۔ ہر گروہ کے علماء داڑھی رکھے ہوئے ہیں، نماز روزے کے پابند ہیں، سب ہی قرآن و حدیث پڑھتے ہیں، بڑے علم والے ہیں اور اپنے موقف کیلئے اپنی دانست کے مطابق خوب دلائل پیش کرتے ہیں۔ ہم سننے پڑھنے والے کس کو درست سمجھیں اور کس کو غلط سمجھیں؟ چنانچہ اس کشاکش کی وجہ سے انہوں نے مولویوں کو سننا اور مسجدوں میں جانا ہی چھوڑ دیا۔

اس کے جواب میں نہایت دیانت اور خوفِ الٰہی کو پیش نظر رکھتے ہوئے عرض کرتا ہوں کہ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ عام مولویوں کی اس تضاد بیانی سے لوگوں کو واقعی بہت پریشانی ہے۔ تمام لوگ دِینی علوم سے پوری طرح آگاہ نہیں اس لئے وہ سچ اور جھوٹ، صحیح اور غلط کو نہیں پہچان پاتے اور حقیقت احوال سے بے خبر ہونے کی وجہ سے انتشار کا شکار ہو جاتے ہیں۔ لوگوں کی کوتاہی ہے کہ وہ دنیا بھر کی دوسری باتوں اور علوم و فنون کے ساتھ ساتھ توجہ اور دلچسپی سے دینی علوم و معارف حاصل نہیں کرتے اور وہ مولوی کہلانے والے حضرات جو لوگوں تک حق بات نہیں پہنچاتے وہ اپنی دینی ذمہ داری اور منصبی فرائض کو دیانت و صداقت سے پوری طرح ادا نہیں کرتے، وہ شاید یہ بھول چکے ہیں کہ ہم سب کو ایک دن اس فانی دنیا سے رُخصت ہو کر قبر کی اندھیری کوٹھری میں جانا ہے اور میدانِ حشر میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش ہو کر اس کے سامنے اپنے عقائد و اعمال کیلئے جواب دہ ہونا ہے۔

http://www.rehmani.net

وہ شاید یہ بھی بھول چکے ہیں کہ عوام کے سامنے جھوٹ اور غلط بات کو دھوکے سے سچ بنا کر پیش کیا جا سکتا ہے مگر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جھوٹ کو سچ ثابت نہیں کیا جا سکتا۔ ایسے لوگوں کو یاد رکھنا چاہئے کہ غلط عقائد و اعمال کی تعلیم و تربیت کی وجہ سے وہ لوگ دوسروں کی نسبت دوزخ اور عذابِ الٰہی کے زیادہ مستحق ٹھہریں گے۔

یہ اصول انہیں نہیں بھولنا چاہئے کہ جس طرح کسی نیکی کے بتانے والے کو اس نیکی کی پیروی کرنے والوں کی نیکیوں کے مجموعے کے برابر ثواب ملتا ہے اسی طرح کسی برائی اور غلط بات کے بتانے اور سکھانے والوں کو اس برائی اور غلط بات کی پیروی کرنے والے تمام لوگوں کی برائیوں کے مجموعے کے برابر گناہ اور عذاب ہوتا ہے۔ ہر وہ شخص جسے ہر لمحے خوفِ الٰہی کا خیال رہتا ہے اور موت یاد رہتی ہے وہ ہر غلطی و برائی سے بچتا ہے، اگر نادانی یا کسی اور وجہ سے اس سے کوئی غلطی ہو جائے تو وہ فوراً توبہ کرتا ہے اور جو شخص اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتا وہ بہت برا ہے۔ بلاشبہ دانا وہی ہے، خوفِ الٰہی جس کے دامن گیر رہتا ہے۔ (رأس الحكمة مخافة الله)

قارئین کرام! قرآن مجید میں ارشادِ الٰہی ہے کہ قرآن انہی لوگوں کیلئے ہدایت ہے جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں اور نافرمانی نہیں کرتے، ایسے لوگوں کو متقی کہا جاتا ہے۔ قرآن میں ارشاد ہے کہ "قرآن سے بہت سے لوگ گمراہ ہوتے ہیں اور بہت سے لوگ ہدایت حاصل کرتے ہیں"۔ اس ارشاد میں گمراہ ہونے والوں کا ذکر پہلے ہوا ہے۔ ثابت ہوا کہ ہر قرآن پڑھنے والا ہدایت یافتہ نہیں۔ اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ قرآن لوگوں کو گمراہ کرتا ہے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ایسے لوگ قرآن کے الفاظ و معانی کو ان کے اصل مفہوم کے مطابق نہیں سمجھتے بلکہ اپنی ذاتی رائے کو اہم سمجھتے ہوئے اپنے ناقص علم کی بنیاد پر قرآن کے مفہوم کو بدل دیتے ہیں اور اپنے لئے تباہی و بربادی کی راہیں ہموار کرتے ہیں۔ چنانچہ تبلیغی نصاب (جس کا نام بدل کر فضائلِ اعمال رکھ دیا گیا ہے) مرتبہ شیخ محمد زکریا صاحب کے، حصہ "فضائل قرآن" میں یہ حدیث شریف موجود ہے، وہ لکھتے ہیں "حضرت عمر حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ حق تعالیٰ شانہ اس کتاب یعنی قرآن پاک کی وجہ سے کتنے ہی لوگوں کو بلند مرتبہ کرتا ہے اور کتنے ہی لوگوں کو پست و ذلیل کرتا ہے"۔ اس حدیث کو (جو مسلم شریف میں ہے) نقل کرکے محمد زکریا صاحب لکھتے ہیں کہ "کلام اللہ شریف کی آیات سے بھی یہ مضمون ثابت ہوتا ہے" ایک جگہ ارشاد ہے: يضل به كثيرا ويهدي به كثيرا۔ حق تعالیٰ شانہ اس کی وجہ سے بہت سے لوگوں کو ہدایت فرماتے ہیں اور بہت سے لوگوں کو گمراہ۔ دوسری جگہ ارشاد ہے: وننزل من القرآن ما هو شفآء ورحمة للمؤمنين ولا يزيد الظّٰلمين الا خسارا۔ اور ہم نے نازل کیا قرآن کو جو شفا اور رحمت ہے ماننے والوں کیلئے اور ظالموں کیلئے یہ خسارے اور نقصان کا زیادہ کرنے والا ہے۔

http://www.rehmani.net

حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد منقول ہے کہ اس اُمت کے بہت سے منافق قاری ہوں گے۔ بعض مشائخ سے احیاء میں نقل کیا ہے کہ بندہ سورت کلام پاک کی شروع کرتا ہے تو ملائکہ اس کیلئے رحمت کی دعا کرتے رہتے ہیں یہاں تک کہ وہ فارغ ہو، اور دوسرا شخص ایک سورت شروع کرتا ہے تو ملائکہ اس کے ختم تک اس پر لعنت کرتے ہیں۔ بعض علماء سے منقول ہے کہ آدمی تلاوت کرتا ہے اور خود اپنے اوپر لعنت کرتا ہے اور اس کو خبر بھی نہیں ہوتی۔ قرآن شریف میں پڑھتا ہے لعنة اللہ علی الظّٰلمین اور خود ظالم ہونے کی وجہ سے اس وعید کو داخل ہو جاتا ہے۔ اسی طرح پڑھتا ہے لعنة اللہ علی الکٰذبین اور خود جھوٹا ہونے کی وجہ سے اس کا مستحق ہوتا ہے۔ (فضائل قرآن، ص ۱۳)

مذکورہ عبارت سے آپ نے خوب اندازہ کر لیا کہ قرآن سب کیلئے شفا اور رحمت نہیں بلکہ بہت سے لوگوں کیلئے نقصان اور گھاٹے کا زیادہ کرنے والا ہے۔ اس طرح کہ لوگ قرآن پڑھ کر، بار بار پڑھ کر بھی خود کو درست نہیں کرتے تو جرم پر جرم کرنے اور جرم پر قائم رہنے کی وجہ سے اپنے نقصان اور عذاب میں خود ہی خوب اضافہ کرواتے ہیں۔ ایک شخص جھوٹا ہے اور قرآن میں صاف طور پر جھوٹوں کیلئے لعنت کا بیان ہے اور لعنت بھی اللہ تعالیٰ کی، تو وہ شخص اگر قرآن پڑھ کر اپنے جھوٹ سے سچی توبہ نہیں کرتا اور جھوٹ کا علاج نہیں کرتا تو وہ اپنے لعنتی ہونے پر قرآن سے خود ہی گواہی پیش کر رہا ہے۔ یوں اس کا قرآن پڑھنا اس کو فائدہ نہیں دے رہا۔ آپ خود ہی کہئے کہ وہ قرآن پڑھ کر فائدہ حاصل کر رہا ہے یا نقصان؟ آپ کا جواب یہی ہوگا کہ وہ اپنا نقصان کر رہا ہے۔ فائدہ اسے صرف اس صورت میں حاصل ہو سکتا ہے کہ وہ اپنی غلطی اور کوتاہی کا ازالہ کرے اور خود کو درست کر۔ اسی طرح ظالموں کیلئے قرآن میں اللہ تعالیٰ کی لعنت کا بیان ہے۔ اگر ظالم اپنے ظلم سے سچی توبہ نہیں کرتا تو وہ بھی یقیناً قرآن پڑھ کر اپنے لعنتی ہونے کی تصدیق کر رہا ہے اور قرآن سے اپنے نقصان میں اضافہ کر رہا ہے۔

قرآن اسے نقصان نہیں دے رہا بلکہ قرآن تو صاف بتا رہا ہے کہ ظالم پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے اور یہ بات بھی تنبیہ کر کے بتائی جا رہی ہے، تاکہ ظالم شخص، اللہ تعالیٰ کی لعنت سے بچے۔ اس کے باوجود اگر ظالم خود کو درست نہ کرے تو پھر عذابِ الٰہی ہی اس کا مقدر ہے۔

توجہ کیجئے! آیت ربانی میں یہ کیوں ہے کہ قرآن ظالموں کے نقصان میں اضافہ کرتا ہے اور ظالموں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے! اس لئے کہ کافر تو قرآن پڑھتے نہیں، وہی قرآن پڑھتا ہے جو ایمان کا دعویٰ کرتا ہے۔ ثابت ہوا کہ بہت سے مسلمان کہلانے والے ظالم ہیں اور ظالم پر اللہ تعالیٰ نے لعنت فرمائی ہے۔

http://www.rehmani.net

محترم قارئین! ظلم کیا ہے؟ ظلم کسے کہتے ہیں؟ ظلم کی پہچان یہ ہے "وضع الشئی فی غیر محلہ" چیز کو اس کے محل کے غیر پر رکھنا۔ آسان لفظوں میں یوں کہئے کہ چوری "الف" کرے اور سزا "ب" کو دی جائے۔ کام کسی کا اور نام کسی کا۔ صحیح کو غلط کہنا اور غلط کو صحیح کہنا۔ اللہ تعالیٰ کے کلام اور احکام کو بدلنا اپنی طرف سے معنوں کو تبدیل کرنا اس میں کمی بیشی کرنا۔ آیت جس کے بارے میں ہو، اس کو کسی اور کے بارے میں بتانا، یہ ظلم ہے اور ایسا کرنے والا ظالم ہے۔

بخاری شریف میں حدیثِ پاک ہے، حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزند سیّدنا عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ "مخلوقِ الٰہی میں سب سے برے وہ لوگ ہیں جو کافروں اور مشرکوں کے بارے میں نازل ہونے والی آیتیں مسلمانوں پر چسپاں کرتے ہیں"۔ (بخاری، ج ۲، ص ۱۰۲۴)

دورِ صحابہ میں خوارج کا گروہ،، منافقین ایسا کرتے تھے۔ آج بھی سینکڑوں مولوی کہلانے والوں کا یہی وتیرہ ہے کہ وہ لوگ بتوں اور مشرکوں کے بارے میں نازل ہونے والی آیتیں نبیوں ولیوں اور ایمان والوں پر چسپاں کرتے ہیں۔ سننے پڑھنے والوں کو آیت کا شانِ نزول معلوم نہیں ہوتا کہ آیت کب اور کس کے بارے میں نازل ہوئی؟ وہ اس مولوی کہلانے والے سے سنتے ہیں اور نا سمجھی کی وجہ سے گمراہ ہو جاتے ہیں، مگر افسوس ان پر ہے جو خود کو مولوی کہلاتے ہیں اور خود کو دین کی اتھارٹی سمجھتے ہیں، وہ علم رکھنے کے باوجود بھی ایسی شدید غلطی کرتے ہیں اور مخلوق کو گمراہ کرتے ہیں۔ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ان لوگوں کو خوارج میں شمار کیا ہے۔ ان کے ارشاد کے مطابق ایسی حرکت کرنے والے اور منافق خوارج کی پیروی کرنے والے سب بدترین خلق ہیں۔

http://www.rehmani.net
اُمتِ مسلمہ کے ان جوانوں سے جو ایسے ملاؤں کی بکواس کی وجہ سے روحانیت اور روحِ اسلام سے دور ہو رہے ہیں، میری گزارش ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو عقلِ سلیم دی ہے آپ خود سوچئے، غور و فکر کیجئے۔ آپ شاید یہ سمجھتے ہیں کہ یہ حلوے مانڈے کے بٹوارے کا جھگڑا ہے، ہر گز نہیں۔ یہ اصول یاد رہے کہ "تعرف الاشیاء باضدادھا" ہر چیز اپنی ضد سے پہچانی جاتی ہے۔ رات سے دن کا پتا چلتا ہے، بدبو سے خوشبو کی حقیقت ظاہر ہوتی ہے اور ایسے دین فروش ملاؤں سے علمائے حق کا پتا چلتا ہے۔ کیا آپ سچ اور جھوٹ کو یکساں قرار دیں گے؟ ہر گز نہیں، تو یقین کیجئے اصل جھگڑا یہی ہے۔ آپ یقیناً جاننا چاہیں گے کہ سچ کیا ہے اور جھوٹ کیا ہے؟ کون صحیح ہے اور کون غلط ہے؟ علمائے حق کون ہیں اور باطل طبقہ کون سا ہے؟ نہایت دیانت کے ساتھ خوفِ الٰہی رکھتے ہوئے ذمہ داری کے ساتھ یہ خادم دین وملت عرض کرتا ہے، توجہ فرمائیں۔

امیر المومنین سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیں مخلوقات کی ابتداء سے لے کر اہلِ جنت کے جنت اور اہلِ نار کے دوزخ میں داخل ہونے تک کی خبریں دیں۔ (بخاری شریف، ج ا، ص ۴۵۳)

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بلا شبہ اللہ تعالیٰ کی عطا سے از ابتدا تا انتہا سب احوال سے باخبر تھے۔ چنانچہ رسولِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "میری اُمت 73 گروہوں میں بٹ جائے گی ان میں سے ایک گروہ جنت میں جائے گا اور 72 گروہ دوزخ میں جائیں گے۔ اصحاب نبوی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے عرض کی کہ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! وہ نجات پانے والا گروہ کون سا ہوگا؟ فرمایا کہ وہ ناجیہ فرقہ، جماعت ہوگا اور میرے اور میرے صحابہ کے طریقہ پر ہوگا۔ (ترمذی، ابو داؤد، ابن ماجہ)

حدیث کی مشہور متفقہ چھ صحیح کتابوں میں سے ابن ماجہ میں ہے کہ "حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری اُمت گمراہی پر جمع نہیں ہوگی جب تم (اُمت میں) اختلاف دیکھو تو سب سے بڑی جماعت (عظمت والی جماعت) کو لازم پکڑو"۔

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ اُمتِ محمدی (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) جن فرقوں میں بٹ جائے گی ان میں سے ایک بڑی جماعت ہوگی اور اسی کے ساتھ کامل وابستگی کا حکم دیا گیا ہے کہ وہی جماعت جنت میں جانے والی جماعت ہے اور اس کے سوا باقی تمام فرقے جہنم کے مستحق ہوں گے۔ رسولِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بڑا احسان فرمایا کہ اس نجات پانے والی (ناجیہ) جماعت کی پہچان بھی بتادی ورنہ ہر فرقہ خود کو ناجیہ جماعت ہی کہتا۔ معلوم ہوا کہ ناجیہ جماعت کوئی فرقہ نہیں اور اس جماعت کے عقائد و اعمال کی پابندی اور تبلیغ و اشاعت کو فرقہ واریت ہر گز نہیں کہا جا سکتا۔ ہو سکتا ہے قارئین یہ کہیں کہ واضح ارشادِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے باوجود بھی ہر فرقہ خود کو ناجیہ کہتا ہے تو اس کے جواب میں عرض ہے کہ ہر مدعی اپنے دعوے میں اسوقت تک

http://www.rehmani.net

سچا نہیں ہو سکتا جب تک کہ اپنے دعوے پر صحیح دلائل پیش نہ کرے اور اپنی حقانیت کو قرآن و سنت سے صحیح ثابت نہ کرے۔ رسولِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وضاحت فرمادی ہے کہ ناجیہ گروہ بڑی جماعت ہوگا اور اس بڑے، (عظمت والے) گروہ کی وابستگی کی تاکید فرمادی اور اس کی پہچان بتادی کہ وہ میرے اور میرے صحابہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کے طریقے پر ہوگا۔ انہی ارشاداتِ نبوی (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) کے مطابق ناجیہ جماعت کا عنوان "اہل سنت وجماعت" ہے جسے ایک لفظ میں "سنّی" کہا جاتا ہے۔ (یعنی نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ان کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے طریقے کے مطابق عقائد و اعمال والی جماعت)۔۔۔۔ ناجیہ جماعت کا تعارف حاصل کرنے کے بعد اپنے ذہن سے کچھ شکوک دور کرلیجئے۔ جس کسی کے ذہن میں سوال اُبھریں کہ

۱۔ حدیث میں فرقوں کی تعداد ۷۳ بتائی گئی ہے جبکہ اُمت میں موجود فرقوں کی تعداد زیادہ نظر آتی ہے۔

۲۔ موجود فرقوں میں بہت سے ہیں جو اہل سنت ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں جبکہ اہلسنّت صرف ایک جماعت ہوگی۔

۳۔ حدیث شریف میں ہے کہ جب اُمت میں اختلاف دیکھو، تو اس اختلاف سے کون سا اختلاف مراد ہے؟ ہر فرقہ اختلاف کی وجہ سے معرض وجود میں آیا ہے اور ہر فرقے میں اختلاف موجود ہے۔

ان سوالوں کے جواب میں عرض ہے کہ اُمت میں بنیادی طور پر ۷۳ ہی فرقے ہیں۔ ۷۲ ناری اور ایک ناجی۔ ناری فرقوں اور ناجی جماعت میں ہر ایک گروہ کا الگ عنوان ہے جس سے تعداد کے زیادہ ہونے کا خیال ہوتا ہے۔ اس کو یوں سمجھے کہ جیسے کسی درخت کی جڑ ایک ہی ہوتی ہے لیکن شاخیں بہت ہوتی ہیں اور بڑی شاخوں سے مزید چھوٹی شاخیں (ٹہنیاں) نکلتی رہتی ہیں، تاہم شاخوں کی کثرت سے یہ لازم نہیں آتا کہ جڑیں بھی زیادہ ہوں۔ یوں بھی سمجھئے کہ ایک قبیلے میں کئی خاندان ہوتے ہیں اور ہر خاندان میں کئی افراد ہوتے ہیں۔ اسی طرح گمراہی اور بے دینی کی ۷۲ جڑوں سے بہت سی چھوٹی بڑی شاخیں اور ۷۲ ناری قبیلوں سے بہت سے خاندان اور ان خاندانوں سے ہزاروں افراد پیدا ہوجائیں تو یہ نہیں ہوگا کہ جڑوں اور قبیلوں کی تعداد بھی شاخوں اور افراد کے برابر ہو۔

۷۲ ناری فرقوں سے وہ گروہ مراد ہیں جن کی بنیادوں میں بے دینی، الحاد، کفر اور زندقہ ہے اور یہ سب جانتے ہیں کہ شاخوں کا وجود اور زندگی جڑ کے سبب سے ہے یعنی کوئی شاخ اپنی جڑ سے کٹ کر زندہ نہیں رہ سکتی۔ وہ ۷۲ جڑیں جو خود خراب ہیں وہ اچھی شاخیں پیدا نہیں کرسکتیں۔ وہ تمام فرقے اور ٹولے جو ان خراب جڑوں کی شاخیں ہیں وہ خواہ کسی تعداد میں ہوں ان کی اصل وہی ۷۲ ہوں گے۔ اب ناجیہ جماعت کا احوال سمجھ لیجئے کہ اس کی جڑ اور بنیاد میں روح اسلام وایمان اور ہدایت ورحمت ہے۔ اس ایک اچھی جڑ سے جس قدر شاخیں نکلیں گی ان میں اچھی جڑ کے اچھے اثرات ہی ہوں گے۔ اس کی مزید وضاحت کروں کہ

http://www.rehmani.net

شریعت کے چاروں مذاہب (حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی) اور آگے ان کی شاخیں اشعری، ماتریدی اور اسی طرح طریقت کے چاروں سلسلے نقش بندی، قادری، چشتی، سہروردی اور آگے ان کی شاخیں صابری، نظامی، اشرفی، شاذلی، رفاعی، مجددی وغیرہ یہ سب "اہل سنت" جماعت ناجیہ ہیں، ان سب کی جڑ اور بنیاد ایک ہی ہے اور ان سب کے مابین ایسا کوئی واضح اختلاف نہیں جو اصولی ہو اور جس میں کفر و ایمان کا فرق پایا جائے۔ یہ خصوصیت صرف اہل سنت و جماعت کی ہے کہ ان کی تمام شاخوں میں عقائد و نظریات کی کمال ہم آہنگی ہے اور ان کے عقائد و اعمال تواتر سے ثابت ہیں۔ وہ فرقے جو از خود اہل سنت ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں اگر وہ اپنے دعوے کو صحیح اور سچا سمجھتے ہیں تو اہل سنت و جماعت والے عقائد و اعمال واضح طور پر خود میں ثابت کریں ورنہ ان کا دعویٰ باطل ہو جائے گا۔ اہل سنت ہونا اور اہل سنت کہلانا الگ الگ بات ہے۔ کسی گروہ یا ٹولے کا خود بخود اہل سنت کہلانا اس گروہ کے واقعی اہل سنت ہونے کی کافی دلیل نہیں۔ یاد رکھئے کہ صحیح اہل سنت کے سوا کوئی اور ایسی جماعت نہیں جو اپنی صداقت، قرآن و سنت سے کماحقہ ثابت کرسکے اور اپنے عقائد و اعمال نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ان کے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مطابق ثابت کرسکے۔ چودہ صدیاں گزر جانے کے بعد بھی شریعت و سنت کے مطابق اہل سنت و جماعت کے عقائد و اعمال کا تواتر ثابت ہے جبکہ باقی بیش تر فرقے نئی پیداوار ہیں اور ان کے عقائد و نظریات اور اعمال و احوال ہر گز قرآن و سنت سے اصلاً ماخوذ اور ثابت نہیں، بلکہ ان فرقوں نے قرآن و سنت کے صحیح مفاہیم کو مسخ کر کے اپنی گمراہی اور تباہی کا خود سامان کیا ہے۔ ایسے لوگوں کے حصے میں ہدایت و رحمت نہیں ہے بلکہ دنیا و آخرت میں خسارا ہی ان کا حصہ ہے۔ اور اہل سنت و جماعت (فرقہ ناجیہ) کو اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی سچی پیروی اور غلامی کی بدولت دنیا و آخرت میں اللہ کریم کی رحمتوں برکتوں اور تائید و نصرت کی بشارت و ضمانت عطا ہوئی ہے، انہی کو صراطِ مستقیم کی ہدایت ملی ہے اس لئے انہی سے وابستگی ضروری ہے۔

http://www.rehmani.net
حدیث شریف میں جس "اختلاف" کا ذکر ہے اس کی وضاحت سے پہلے یہ جاننا ضروری ہے کہ اختلاف دو طرح کا ہوتا ہے
(۱) اصولی (۲) فروعی۔ دونوں طرح کے اختلاف کے بارے میں شرعی قوانین و احکام موجود ہیں۔ وہ اصولی یا فروعی اختلاف جس میں کفر و ایمان اور ہدایت و ضلالت کا واضح فرق ہو، وہ دوزخ کا مستحق بنادیتا ہے۔ یہ بھی جان لیجئے کہ رسولِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اُمت دو طرح کی ہے (۱) اُمت اجابت (۲) امت دعوت۔ امت اجابت وہ ہے جو راسخ العقیدہ اہل ایمان افراد پر مشتمل ہے۔ تمام بد عقیدہ افراد، امت دعوت کے زُمرے میں آتے ہیں۔ وہ تمام گمراہ اور باطل فرقے جو بظاہر ایمان و اسلام کے مدعی ہیں، ان میں سے بعض فرقوں کی مطلق تکفیر نہیں کی گئی، کیونکہ ان کے عقائد و نظریات میں فرق ہونے کے باوجود کفر و ایمان کا واضح فرق نہیں پایا گیا۔ لیکن یہ طے ہے کہ جس کسی کے عقائد و نظریات میں کفر و ایمان کا واضح فرق ہے اس کو ناری فرقہ ہی شمار کیا جائیگا۔
اُمت میں پیدا ہونے والے نئے فرقوں میں دیوبندی وہابی تبلیغی فرقہ بھی خود کو نہ صرف "اہل سنت" (سنّی) کہلانے کا خواہش مند ہے بلکہ اپنے سوا باقی سب کو مشرک و بدعتی اور باطل ثابت کرنے کی کوشش میں لگا ہوا ہے۔
اس دیوبندی وہابی تبلیغی گروہ سے ہمارا اختلاف محض فروعی اور خواہ مخواہ کا نہیں ہے بلکہ اصولی اور بنیادی ہے۔
یقیناً آپ جاننا چاہیں گے کہ اختلاف کن باتوں پر ہے، ملاحظہ فرمایئے اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گواہ بنا کر عدل و انصاف سے کہیئے کہ کیا آپ ان باتوں کو تسلیم کر سکتے ہیں؟ کیا ایسے عقیدے رکھنے والے مسلمان اور اہل سنت ہو سکتے ہیں؟

http://www.rehmani.net

دیوبندی وہابی تبلیغی گروہ کے چند عقیدے

- اللہ تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ، ج ۱، ص ۱۹)
- اللہ تعالیٰ کو پہلے سے علم نہیں ہوتا کہ بندے کیا کریں گے جب بندے کرتے ہیں تو اللہ کو علم ہوتا ہے۔ (تفسیر بلغۃ الحیران، ص ۱۵۷، ۱۵۸)
- شیطان اور ملک الموت کا علم حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے زیادہ ہے۔ (براہین قاطعہ، ص ۵۱)
- اللہ تعالیٰ کے نبی کو اپنے انجام اور دِیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں۔ (براہین قاطعہ، ص ۵۱)
- حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے جیسا اور جتنا علمِ غیب عطا فرمایا ہے ویسا علم جانوروں، پاگلوں اور بچوں کو بھی حاصل ہے۔ (حفظ الایمان، ص ۷)
- نماز میں حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف خیال کا صرف جانا بھی بیل گدھے کے خیال میں ڈوب جانے سے بھی بہت برا ہے۔ (صراط مستقیم، ص ۸۶)
- لفظ "رحمۃ للعالمین" رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی صفت خاصہ نہیں ہے۔ حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علاوہ بھی دیگر بزرگوں کو رحمۃ للعالمین کہہ سکتے ہیں۔ (فتاویٰ رشیدیہ، ج ۲، ص ۱۲)
- خاتم النبیین کا معنی آخری نبی سمجھنا، عوام کا خیال ہے۔ علم والوں کے نزدیک یہ معنی دُرست نہیں۔ حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانے کے بعد بھی اگر کوئی نبی پیدا ہو تو خاتمیتِ محمدی میں کچھ فرق نہیں آئے گا۔ (تحذیر الناس، ص ۳، ۲۵)
- حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیوبند کے علماء کے تعلق سے اُردو زبان آئی۔ (براہین قاطعہ، ص ۲۶)
- نبی کی تعظیم صرف بڑے بھائی کی سی کرنی چاہئے۔ (تقویۃ الایمان، ص ۵۸)
- اللہ چاہے تو محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے برابر کروڑوں پیدا کر ڈالے۔ (تقویۃ الایمان، ص ۱۶)
- حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مر کر مٹی میں مل گئے۔ (تقویۃ الایمان، ص ۵۹)
- نبی، رسول سب ناکارہ ہیں۔ (تقویۃ الایمان، ص ۲۹)
- نبی کا ہر جھوٹ سے پاک اور معصوم ہونا ضروری نہیں۔ (تصفیۃ العقائد، ص ۲۵)
- نبی کی تعریف صرف بشر کی سی کرو بلکہ اس میں بھی اختصار کرو۔ (تقویۃ الایمان، ص ۳۵)
- بڑے یعنی نبی اور چھوٹے یعنی باقی سب بندے، بے خبر اور نادان ہیں۔ (تقویۃ الایمان، ص ۳)

http://www.rehmani.net

- بڑی مخلوق یعنی نبی اور چھوٹی مخلوق، یعنی باقی سب بندے اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہیں۔ (تقویۃ الایمان، ص ۱۴)
- نبی کو طاغوت (شیطان) بولنا جائز ہے۔ (تفسیر بلغۃ الحیران، ص ۴۳)
- گاؤں میں جیسا درجہ چودھری، زمیندار کا ہے ویسا درجہ اُمت میں نبی کا ہے۔ (تقویۃ الایمان، ص ۶۱)
- جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں، نبی اور ولی کچھ نہیں کر سکتے۔ (تقویۃ الایمان، ص ۴۱)
- حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بے حواس ہوگئے۔ (تقویۃ الایمان، ص ۵۵)
- اُمتی بظاہر عمل میں نبی سے بڑھ جاتا ہے۔ (تحذیر الناس، ص ۵)
- دیوبندی ملاں نے حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پل صراط سے گرنے سے بچالیا۔ (بلغۃ الحیران، ص ۸)
- لا الہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ اور اللھم صل علیٰ سیدنا و نبینا اشرف علی کہنے میں تسلی ہے، کوئی خرابی نہیں۔ (رسالہ الامداد، ص ۳۵، مجریہ ماہ صفر ۱۳۳۶ھ روداد مناظرہ (گیا) الفرقان، ج ۳، ص ۵۸)
- میلادِ نبی منانا ایسا ہے جیسے ہندو اپنے کنہیا کا جنم دن مناتے ہیں۔ (فتاویٰ میلاد شریف، ص ۸۔ براہین قاطعہ، ص ۱۴۸)
- حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور دَجّال دونوں بالذات حیات سے متصف ہیں، جو خصوصیت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہے وہی دجال کی ہے۔ (آبِ حیات، ص ۱۶۹)
- رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ (تقویۃ الایمان، ص ۵۶)
- اللہ کو مانو، اس کے سوا کسی کو نہ مانو۔ (تقویۃ الایمان، ص ۱۴)
- اللہ کے روبرو سب انبیاء و اولیاء ایک ذرّہ ناچیز سے بھی کم تر ہیں۔ (تقویۃ الایمان، ص ۵۴)
- نبی کو اپنا بھائی کہنا درست ہے۔ (براہین قاطعہ، ص ۳)
- نبی اور ولی کو اللہ کی مخلوق اور بندہ جان کر وکیل اور سفارشی سمجھنے والا، مدد کیلئے پکارنے والا، نذر نیاز کرنے والا مسلمان اور کافر ابوجہل، شرک میں برابر ہیں۔ (تقویۃ الایمان، ص ۷، ۲۷)
- درودِ تاج ناپسندیدہ ہے اور پڑھنا منع ہے۔ (فضائل دُرود شریف، ص ۷۳۔ تذکرۃ الرشید، ج ۲، ص ۱۱۷)
- دیوبندیوں کے ایک بڑے (سید احمد رائے بریلوی) کو حضرت علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے اپنے ہاتھ سے نہلایا اور حضرت فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) نے (اس برہنہ کو) اپنے ہاتھ سے کپڑے پہنائے۔ (صراط مستقیم فارسی، ص ۱۶۴، اردو، ص ۲۸۰)

http://www.rehmani.net

- میلاد شریف، معراج شریف، عرس شریف، ختم شریف، سوم، چہلم، فاتحہ خوانی اور ایصال ثواب سب ناجائز، غلط بدعت اور کافروں ہندوؤں کا طریقہ ہیں۔ (فتاویٰ اشرفیہ، ج۲، ص۵۸۔ فتاویٰ رشیدیہ، ج۲، ص۱۴۴، ۱۵۰، ج۳، ص۹۳، ۹۴)

(واضح رہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے میلاد کو غلط بدعت اور ناجائز و حرام اور شرک کہنے والے دیوبندی وہابی تبلیغی حضرات سے یہ سوال ضرور کیجئے کہ دار العلوم دیوبند کا جشن منانا اور مشرکہ عورت سے اس کا افتتاح کروانا اور اپنے ملاؤں مفتیوں کے تعین کے ساتھ دن اور برسی منانا، اجتماع کیلئے تاریخ اور جگہ اور وقت مقرر کرنا، سیرت کے جلسے کرنا، سیاسی و غیر سیاسی جلوس وغیرہ نکالنا، غیر اللہ کے نام سے اِدارے قائم کرنا، غیر اللہ کی تشہیر کیلئے لوگوں سے مالی اور دیگر مدد مانگنا وغیرہ کیونکر جائز اور دُرست ہے؟)

- معروف دیسی کوّا کھانا ثواب ہے (مگر شب برأت کا حلوہ ناجائز ہے)۔ (فتاویٰ رشیدیہ، ج۲، ص۱۳۰)
- اللہ کے ولیوں کو اللہ کی مخلوق سمجھ کر بھی پکارنا شرک ہے۔ (تقویۃ الایمان، ص۷)
- نمازِ جنازہ کے بعد دعا مانگنا ناجائز ہے۔ (فتویٰ مفتی جمیل احمد تھانوی، جامعہ اشرفیہ لاہور)
- ہندو کی ہولی، دیوالی کا پرشاد وغیرہ جائز ہے (مگر فاتحہ و نیاز کا تبرک ناجائز ہے)۔ (فتاویٰ رشیدیہ، ج۲، ص۱۲۳)
- چوہڑے چمار کے گھر کی روٹی وغیرہ میں کچھ حرج نہیں، اگر پاک ہو (مگر گیارہویں شریف اور نیاز کا پاک حلال کھانا بھی ہرگز جائز نہیں)۔ (فتاویٰ رشیدیہ، ج۲، ص۱۳۰)
- ہندو (مشرک پلید) کی سودی روپے کی کمائی سے لگائی ہوئی پیاؤ (سبیل) کا پانی پینا جائز ہے (مگر محرم کے مہینے میں سیّدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایصال ثواب کیلئے مسلمان کی حلال کی کمائی سے لگائی ہوئی سبیل وغیرہ کا پاک پانی حرام ہے)۔ (معاذاللہ ثم معاذاللہ) (فتاویٰ رشیدیہ، ج۳، ص۱۱۳، ۱۱۴)

اس طرح کی اور بہت سی بکواسات اور ایمان شکن باتوں سے ان دیوبندی وہابی تبلیغی علماء کی کتابیں بھری پڑی ہیں۔ یہ خادم اہلسنّت، اللہ سبحانہ سے عفو و مغفرت کا طالب ہے، کیونکہ میرا ایمان ان باتوں کو نقل کرتے ہوئے بھی خوف محسوس کرتا ہے حالانکہ ان عبارات کو نقل کرنے کا مقصد صرف اور صرف یہی ہے کہ قارئین جان لیں کہ دیوبندی وہابی تبلیغی حضرات سے ہمارے اختلاف کی بنیاد کیا ہے۔ یقین جانئے یہ ایسی باتیں ہیں جن کو پڑھ کر مسلمان پر لرزہ طاری ہو جاتا ہے اور ایمان گواہی دیتا ہے کہ یہ باتیں صرف کوئی دشمن رسول اور بے ایمان ہی کہہ سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے حبیب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے ہمیں ہر گستاخی و بے ادبی سے اور ان عبارتوں کے لکھنے اور ماننے والوں اور ان عبارتوں کے لکھنے والوں کو سچا مسلمان ماننے والوں سے اپنی پناہ خاص میں رکھے اور ہمارا خاتمہ ایمان پر فرمائے۔ آمین

http://www.rehmani.net

قارئین کرام! فرمایئے کیا آپ ان عبارات پر ایمان رکھتے ہیں؟ آپ ایسے عقائد رکھتے ہیں؟ ان باتوں کو ماننے کیلئے تیار ہیں؟ آپ کو یہ حیرت ہوگی کہ ایسی باتیں کون کہہ سکتا ہے، کون لکھ سکتا ہے۔ آپ کہیں گے کہ جو خود کو مومن و مسلم کہتا ہے وہ ہرگز ایسی باتیں کہہ نہیں سکتا مگر افسوس یہی ہے کہ یہ باتیں جاہل گنواروں نے نہیں، خود کو عالم زمانہ، مطاع الکل اور مجدد ملت، حکیم الامت کہلانے والوں نے اپنی کتابوں میں لکھی ہیں۔ انہوں نے لکھی ہیں جو خود کو صرف مسلمان ہی نہیں کہلاتے بلکہ خود کو اسلام کی اتھارٹی سمجھتے ہیں۔ جب علمائے حق نے ان کو سمجھایا کہ یہ باتیں غلط ہیں ان سے توبہ کرلو تو ہزار بار سمجھانے کے باوجود ان عبارتوں کے لکھنے والوں نے یہی جواب دیا کہ انہوں نے جو لکھا ہے صحیح لکھا ہے۔ ان سے کہا گیا کہ تم اپنے اور اپنے والدین کے بارے میں نامناسب تشبیہ کو گوارا نہیں کرتے اور رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں تو اللہ سبحانہ کی طرف سے انتہائے ادب کا حکم ہے۔ انہیں سمجھانے کیلئے مثال دی گئی کہ اگر تم کہیں کھڑے ہو اور ایک طرف سے تمہارے والد صاحب آجائیں اور تمہارا کوئی جاننے والا کہے کہ تمہاری ماں کا خصم آگیا یا وہ آگیا جو تمہاری ماں سے مباشرت کرتا ہے، تو کیا تم پسند کروگے؟ حالانکہ کہنے والا صحیح کہہ رہا ہے۔ کیونکہ تمہارا باپ یقیناً تمہاری ماں کا خصم ہے اور دوسری بات بھی درست ہے مگر یہ انداز غیر شائستہ غیر مہذب اور اہانت آمیز ہے۔ اور اگر وہ کہتا کہ آپ کے ابا حضور، آپ کے والد محترم تشریف لے آئے تو یقیناً یہ الفاظ مسرت کا باعث ہوتے۔

چہ نسبت خاک را بہ عالم پاک۔ کہاں ہم کہاں اللہ تعالیٰ کا رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! اگر بالفرض آپ کو اللہ تعالیٰ کے نبی، پیارے نبی، نبیوں کے نبی سے کمالِ عقیدت و محبت نہیں ہے تو بھی آپ ایسی تشبیہات اور وہ الفاظ استعمال نہ کریں جو کسی طور مناسب نہ ہو۔ کیونکہ حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں جو مرتبت رکھتے ہیں وہ قرآن کریم سے اظہر من الشمس ہے۔ قرآن کی ترتیب میں "یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا" کے الفاظ پہلی مرتبہ جہاں آئے ہیں وہاں اہلِ ایمان کو پہلا حکم یہ دیا گیا ہے کہ تخاطب میں بھی میرے نبی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کا ادب ملحوظ رکھو (لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوا انْظُرْنَا) (سورۃ البقرۃ:۱۰۴) انہیں ہرگز یہ نہ کہو کہ ہماری رعایت کیجئے بلکہ یہ عرض کرو کہ ہم پر نظر فرمایئے۔ جس لفظ میں یہ امکان تھا کہ صرف صوتی اعتبار سے اسے ذرا سی تبدیلی کرکے استعمال کرنے سے معنی بدل جاتے تو وہ لفظ بھی اپنے نبی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کیلئے اللہ تعالیٰ کو ہرگز گوارا نہ ہوا، اس لفظ کو بے ادبی و گستاخی قرار دے دیا گیا اور اس لفظ کا استعمال ممنوع ہوگیا، تو ایسے صریح الفاظ جو کہ کسی طور مناسب نہ ہوں ان کا استعمال نبی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کیلئے کیسے دُرست ہوسکتا ہے۔ جس بارگاہ کا ادب خود خالقِ حقیقی سکھائے اس کیلئے تمہارے یہ الفاظ نہایت رکیک ہیں، کفریہ باتوں کے علاوہ بھی جہاں کہیں تم نے تشبیہات کا استعمال کیا ہے نامناسب کیا ہے، اس سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ تمہارے قلب و نظر میں اللہ تعالیٰ کے حبیب مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کوئی ادب نہیں، تمہیں ان سے

http://www.rehmani.net

کوئی محبت اور تعلق نہیں، یہ بھی واضح حقیقت تمہیں معلوم ہے کہ اس حبیب پروردگار احمد مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت اور تعظیم ہی اصل ایمان اور جان ایمان ہے اور محبت اور تعظیم کے بغیر اتباع رسول بالکل بے سود ہے، تو اپنے قول سے تم خود ہی دین کے منکر ہو رہے ہو اور دائمی ملامت اپنے لئے جمع کر رہے ہو۔

قارئین کرام! یقیناً یہ بھی جاننا چاہیں گے کہ یہ کفریہ اور غلط عبارات کن کی لکھی کہی ہوئی ہیں؟ ہر عبارت کے ساتھ کتاب کا نام اور صفحہ نمبر آپ ملاحظہ کر چکے ہیں۔ اب ذیل میں کتابوں کے نام کے ساتھ ان کے لکھنے والوں کے نام بھی ملاحظہ فرمالیں۔

﴿ یہ تمام عبارات جن کتابوں سے نقل کی گئی ہیں ان کتابوں اور ان کے لکھنے والوں کے نام یہ ہیں ﴾

کتاب	مصنف
حفظ الایمان	اشرف علی صاحب تھانوی
فتاویٰ رشیدیہ	رشید احمد صاحب گنگوہی
آب حیات	محمد قاسم صاحب نانوتوی
تحذیر الناس	محمد قاسم صاحب نانوتوی
براہین قاطعہ	خلیل احمد صاحب انبیٹھوی
تقویۃ الایمان	شاہ اسماعیل صاحب پھلتی دہلوی بالاکوٹی
صراط مستقیم	شاہ اسماعیل صاحب پھلتی دہلوی بالاکوٹی
تفسیر بلغۃ الحیران	حسین علی واں بھچرانی
تصفیۃ العقائد	شاہ اسماعیل صاحب پھلتی دہلوی بالاکوٹی
رسالہ الامداد	اشرف علی صاحب تھانوی

http://www.rehmani.net

آپ کہیں گے کہ آگے پیچھے کی عبارت چھوڑ کر درمیان کا جملہ لے لیا گیا ہے، لکھنے والوں کا مفہوم کچھ اور ہو گا اتنے بڑے علماء ایسا نہیں لکھ سکتے، نہیں کہہ سکتے۔

ہر صاحبِ ایمان، صاحبِ عقل و دانش اتنی بات بخوبی جانتا ہے کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بڑھ کر مخلوقِ خدا میں کوئی نہیں۔ ان کیلئے کوئی ایک منفی یا عامیانہ اور نامناسب یا بری تشبیہ کسی طور پر دُرست نہیں ہو سکتی۔ اگر ایک غلط یا برا لفظ لکھ کر اس کے بعد پورا پیراگراف یا کئی صفحے اس کی وضاحت میں لکھے جائیں تو کیا اس سے بہتر نہیں کہ وہ برا لفظ ہی نہیں لکھا جائے؟ یہ طے ہے کہ گالی کی وضاحت اور تشریح وغیرہ سے وہ "گالی" کوئی "دعا" یا "پاکیزہ عبارت" نہیں بن جائے گی بلکہ "گالی" گالی ہی رہے گی۔ جہاں کہیں (ان کتابوں میں) غلط، نامناسب اور برے الفاظ لکھے گئے یا گھٹیا اور منفی تشبیہ دی گئی وہ آگے پیچھے کی عبارت کے ساتھ اور بغیر، ہر دو صورت میں غلط اور بری ہی رہے گی۔ ہاتھ کنگن کو آرسی کیا۔ کتابیں بازار میں دستیاب ہیں۔ آپ خود ہی دیکھ لیجئے۔

آگے پیچھے کی عبارت کے باوجود یہ الفاظ اور ان کا مفہوم آپ پر خود واضح ہو جائے گا۔ ایک مثال ملاحظہ فرمائیں۔

اشرف علی صاحب تھانوی لکھتے ہیں:۔

"پھر یہ کہ آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی ذاتِ مقدسہ پر علمِ غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علومِ غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہی کیا تخصیص ہے ایسا علمِ غیب تو زید و عمرو، بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کیلئے بھی حاصل ہے۔" (حفظ الایمان، ص ۷، مطبوعہ شیخ جان محمد الہ بخش، تاجران کتب علوم مشرقی، کشمیری بازار، لاہور۔ جون ۱۹۳۴ء)

اسی عبارت کو آپ تھانوی صاحب یا اپنے والد، ملک کے صدر، اپنے استاد کسی محترم شخص کیلئے قبول کریں گے؟ ملاحظہ فرمائیں:۔

"پھر یہ کہ تھانوی صاحب کی ذات پر علم کا حکم کیا جانا اگر کسی کے کہنے پر صحیح ہو تو پوچھنے والی بات یہ ہے کہ اس علم سے مراد بعض علم ہے یا تمام علم۔ اگر بعض علم مراد ہے تو اس میں تھانوی صاحب ہی کی کیا خصوصیت ہے، ایسا علم تو ہر ایرے غیرے بلکہ ہر بچے اور پاگل اور تمام جانوروں اور گدھوں ہاتھیوں کو بھی حاصل ہے۔"

کہئے! کیا ایسا کہنے میں تھانوی صاحب کی شان میں کوئی گستاخی ہو گی؟ آپ کا جواب یہی ہو گا کہ یقیناً گستاخی ہو گی۔ حیرت ہے کہ جو تشبیہ اور نامناسب الفاظ تھانوی صاحب کیلئے یا آپ کی کسی اور محترم شخصیت کیلئے گستاخی و بے ادبی کے موجب ہوں، وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے گستاخی اور بے ادبی کیوں نہیں ہوں گے؟ اور یہ طے ہے کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں بے ادبی و گستاخی بلاشبہ کفر ہے۔

http://www.rehmani.net

آپ شاید یہ کہیں گے کہ ان علماء کی نیت گستاخی کی نہیں ہو گی۔ ان عبارتوں کا مفہوم کچھ اور ہو گا۔ ہر لفظ کے ایک سے زیادہ معنی ہوتے ہیں۔ کچھ دیر کیلئے یہی رعایت و تاویل اپنے لئے فرض کر لیجئے اور پھر جواب دیجئے۔

کوئی شخص آپ کو "ولد الحرام" کہہ دے۔ آپ سن کر مشتعل ہو جائیں، غصہ سے لال پیلے ہو جائیں تو وہ شخص کہے کہ آپ سمجھے نہیں "حرام" کے معنی عزت کے بھی ہیں۔ میرا مطلب یہ تھا کہ آپ عزت والے، محترم بیٹے ہیں اور میری نیت گالی کی نہیں تھی۔ فرمایئے اپنی ذات کیلئے کیا آپ یہ رعایت قبول کریں گے؟

جب اپنی ذات کیلئے یہ رعایت آپ کو گوارا نہیں تو کیا ایسی رعایت نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے آپ قبول کر سکتے ہیں؟

یاد رکھئے! گستاخی کیلئے، بے ادبی کیلئے نیت کا ہونا یا نہ ہونا کچھ حیثیت نہیں رکھتا۔ (تفصیل کیلئے میری کتاب "سفید و سیاہ" ملاحظہ فرمائیں)

دیوبندی وہابی تبلیغی علماء کی یہ عبارات اور ان پر ان کا قائم رہنا ہی اختلافات کی بنیاد ہے۔

کسی جاہل سے جاہل مگر سچے مسلمان کا ایمان ان باتوں کو سننا بھی گوارا نہیں کرتا چہ جائیکہ کوئی مسلمان ان باتوں کو مانے یا قبول کرے۔ آپ بھی یقیناً یہی کہیں گے کہ ایسی باتیں کرنے یا لکھنے والا، ان کو ماننے اور قبول کرنے والا ہرگز مسلمان کہلانے کا مستحق نہیں۔

یہ عقلی بات ہے کہ جاہل کے مقابلے میں عالم کا جرم زیادہ قابلِ گرفت ہوتا ہے کیونکہ جاہل کی بات اور عمل، نادانی کی وجہ سے ہوتا ہے جبکہ عالم جانتے بوجھتے ہوئے جرم کا مرتکب ہوتا ہے۔ اس لئے اس کی سزا بھی زیادہ ہونی چاہئے۔ آپ نے جو گستاخانہ، کفریہ اور نامناسب عبارات ملاحظہ کی ہیں یہ انہی لوگوں نے لکھی اور کہی ہیں جو خود کو بہت بڑے عالم کہلواتے ہیں اور اپنی پیروی کو لازم قرار دیتے ہیں اور ان کے ماننے والے ان سے زیادہ کسی کو عالم قبول نہیں کرتے۔

http://www.rehmani.net

ان "علماء" کی زندگی میں ان سے کہا گیا ان کو لکھا گیا (اور تمام ریکارڈ محفوظ ہے) کہ تمہاری یہ باتیں غلط ہیں، کفریہ ہیں، ان سے توبہ کرلو۔ مگر ان سب نے اپنی لکھی ہوئی باتوں کو درست قرار دیا اور اپنی تحریر پر قائم رہے۔ چنانچہ برصغیر ہی نہیں بلکہ مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ اور بلادِ عرب کے علمائے حق اہل سنت وجماعت نے اتمامِ حجت کے بعد ان عبارات کے لکھنے والے اور ان سے توبہ نہ کرنے والے علماء پر کفر کے فتوے دیئے۔ (تفصیل کیلئے دیکھئے حسام الحرمین)۔ کفر کے فتوے شائع ہونے کے بعد ان عبارات کے لکھنے والے علماء اور ان کے ہم نواؤں نے یہ کہا کہ جنہوں نے ہم پر کفر کے فتوے دیئے ہیں اگر ہماری عبارتوں کے مطابق یہ لوگ ہم پر کفر کے فتوے نہیں دیتے تو خود کافر ہو جاتے۔ ۱؎

اس سے صاف ظاہر ہے کہ ان علمائے دیوبند کو اپنی عبارات کے کفریہ ہونے کا علم تھا مگر انہوں نے پھر بھی ان عبارات سے توبہ نہیں کی۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ انہوں نے یہ کام غیر مسلم دشمنوں کے ایماء پر ان کی امداد اور تعاون حاصل کرنے کے بعد کیا تھا۔ وہ اپنے (غیر مسلم) آقاؤں کو کیسے ناراض کرسکتے تھے۔ انہوں نے یہ نہیں سوچا کہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ناراض کرکے دائمی عذاب کو دعوت دے رہے ہیں اور اُمت میں فتنہ وفساد چھوڑ کر جارہے ہیں۔ ان کفریہ عبارات کے لکھنے والے جب دُنیا سے چلے گئے تو ان کے بعد ان کے جانشینوں سے کہا گیا کہ ان کتابوں کو جن میں یہ غلط باتیں لکھی ہوئی ہیں آگ لگادو یا سمندر میں پھینک دو اور ان عبارتوں سے توبہ کرلو۔ مگر ان کے جانشینوں نے بھی اپنے لئے توبہ کے دروازے بند کرلئے اور اس ضد پر قائم رہے اور ابھی تک قائم ہیں کہ یہ عبارات ہرگز غلط نہیں بالکل درست ہیں، چنانچہ قرآن وسنت کے اصول کے مطابق علمائے حق کا فیصلہ یہی ہے کہ کفر کی تائید وحمایت بھی کفر ہے۔ (الرضا بالکفر کفر "کفر پر راضی ہونا بھی کفر ہے")

۱؎ علماء کی طرف سے کسی کے کفر پر اس کے کفر کا فتویٰ جاری کرنے کے بارے میں اشرف علی تھانوی ہی کا ارشاد ملاحظہ ہو، وہ فرماتے ہیں:-
"لوگ کہتے ہیں کہ مولوی، مسلمان کو کافر بناتے ہیں، ارے ظالمو! مولویوں کی کیا خطا ہے، جب تم خود ہی کافر بنتے ہو، اب اگر کوئی مولوی (تمہاری) ایسی بے ہودہ باتوں پر تم کو کافر کہہ دے تو اس بے چارے (مولوی) کی کیا خطا---؟ مولوی کسی کو کافر نہیں بناتے۔ لوگ خود کافر بنتے ہیں، مولوی لوگ (کفر کرنے والے کا کافر ہونا) بتلا دیتے ہیں۔ اگر کوئی کافر ہو گیا ہو تو اس پر حکم لگادیتے ہیں کہ تم کافر ہوگئے ہو، خدا سے توبہ کرو اور اسلام ونکاح کی تجدید کرو۔ حاصل یہ کہ وہ (مولوی کسی کو) کافر بناتے نہیں بلکہ (اس کا کافر ہونا) بتاتے ہیں۔ (ص ۴۰، خطبات حکیم الامت حصہ محاسن اسلام) "کتاب کفر وایمان" میں مفتی محمد شفیع نے بھی اس عبارت کو نقل کیا ہے۔
(اس موضوع پر مزید تفصیل میری کتاب "سفید وسیاہ" میں ملاحظہ فرمائیں)۔

http://www.rehmani.net

کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ ان عبارتوں کے غلط اور کفریہ ہونے کے باوجود ان کے لکھنے اور ماننے والوں کو کافر کہنے میں ہمیں کتنی رکعت کا ثواب ملے گا؟ ہم مر جانے والوں کی برائی کیوں کریں اور پھر کیا پتا کہ ان مرنے والوں نے توبہ کر لی ہو؟

اس کے جواب میں عرض ہے کہ کفر اور اسلام میں امتیاز کرنا، ضروریاتِ دین میں سے ہے۔ کسی کافر کو آپ عمر بھر کافر نہ کہیں، مگر جب اس کا کفر سامنے آجائے تو اس کے کفر کی بنیاد پر اسے کافر ماننا اور کافر کہنا ضروری ہوگا۔ اور یہ اصول ہے کہ کفر کو کفر نہ ماننا خود کفر میں مبتلا ہونا ہے۔

(واضح رہے کہ علمائے دیوبند کے نام ظاہر کیے بغیر یہ کفریہ عبارات نقل کر کے جس کسی دیوبندی وہابی عالم سے فتویٰ چاہا گیا اس عالم نے ان عبارات کو کفریہ اور عبارات کے قائل و قابل کو کافر قرار دیا)۔

رہی یہ بات کہ وہ لوگ مر گئے تو اب ان کی برائی کیوں کی جائے؟ اس کے جواب میں عرض ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چچا ابولہب نے گستاخی و بے ادبی کی، ولید بن مغیرہ اور دوسرے گستاخوں کو قیامت تک ملامت کی جاتی رہے گی کیونکہ جو گستاخِ رسول ہے اس کی تعریف اور مدح نہیں کی جائے گی بلکہ اس کی مذمت ہی کی جائے گی اور یہ کہنا کہ کیا پتا انہوں نے توبہ کر لی ہو؟ تو پہلی بات تو یہ ہے کہ توبہ کا خیال اس کو آئے گا جو ان عبارات کو کفریہ تسلیم کرے گا، جب دیوبندی وہابی علماء اپنی ان کفریہ عبارات کو کفریہ ہی نہیں مانتے اور صریح قول کو بھی قابل تاویل سمجھتے ہیں تو ان کی توبہ کیسی؟ اس کے باوجود عرض ہے کہ اگر ان علمائے دیوبند کے کسی معتقد کو پتا ہو کہ ان کے پیشواؤں نے اپنی غلط اور کفریہ عبارات سے توبہ کی تھی تو اس توبہ کو شائع اور مشہور کیا جائے اور تمام معتقدین خود بھی ان غلط اور کفریہ عبارتوں کو نہ ماننے اور قبول نہ کرنے کا اعلان کریں اور ان عبارات کو غلط اور کفریہ تسلیم کریں تو جھگڑا خود بخود ختم ہو جائے گا۔ [1]

---

[1] لاہور میں مجلس صیانۃ المسلمین کے نام سے قائم ہونے والے ایک ادارے نے اب خیانت کیلئے اچانک یہ چال چلی ہے کہ علمائے دیوبند کی ان کفریہ عبارات کو از خود بدلنا شروع کر دیا ہے۔ اس کا واضح مطلب یہی ہے کہ اس ادارے سے وابستہ دیوبندی وہابی علماء کے نزدیک پرانی اصل عبارتیں یقیناً کفریہ ہیں، ورنہ بدلنے کی ضرورت کیوں پیش آئی؟ اگر واقعی موجودہ دیوبندی وہابی علماء اپنے بڑوں کی ان عبارات کو کفریہ اور غلط یا معترضہ مانتے ہیں تو صاف اقرار کیوں نہیں کر لیتے؟ کیا کسی کا کفر جانتے بوجھتے ہوئے چھپانا خود کفر میں مبتلا ہونا نہیں ہے؟ موجودہ دیوبندی وہابی علماء اپنے ہی شیخ محمد زکریا کاندھلوی کا یہ ارشاد بھی ملاحظہ کر لیں، وہ فرماتے ہیں "دوسرے کی کتاب میں بغیر اس کی اجازت کے تصرف کرنا کہاں جائز ہے؟" (ص ۵۳، کتب فضائل پر اشکالات اور ان کے جوابات)

http://www.rehmani.net

کچھ لوگوں نے کہا کہ ان عبارات کے لکھنے والوں کی باقی تحریریں تو درست ہیں صرف چند باتوں یا کسی ایک بات کی وجہ سے انہیں کافر قرار دینا درست نہیں ہے۔ اس کا جواب خود اشرف علی تھانوی صاحب کی زبانی ملاحظہ ہو، وہ فرماتے ہیں کہ "اگر کسی میں ایک بات بھی کفر کی ہوگی وہ بالاجماع کافر ہے"۔ (افاضات یومیہ، ج ۷، ص ۳۳۴) علاوہ ازیں ان لوگوں سے گزارش ہے کہ ذرا یہ دیکھیں کہ (عزازیل) شیطان نے چھ لاکھ برس اور ایک روایت کے مطابق تیس لاکھ برس اللہ تعالیٰ کی عبادت کی، زمین کے چپے چپے پر اس نے اللہ تعالیٰ کو سجدہ کیا۔ علم کے لحاظ سے وہ فرشتوں کا استاد مشہور ہے اور عقیدے کے لحاظ سے پکا موحد (توحیدی) تھا۔ اس نے صرف ایک ہی غلطی کی تھی کہ حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ نہیں کیا تھا اور وجہ یہ بیان کی تھی کہ یہ خاکی بشر ہے وہ (شیطان)، نبوت کی عظمت کا منکر ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو جو سجدہ کرنے کا حکم دیا تھا وہ تعظیمی سجدہ تھا اور شیطان نے نبوت کی تعظیم سے انکار کیا، تو اللہ تعالیٰ جل شانہ نے شیطان کی عبادت، علم اور عقیدہ توحید کو شمار نہیں کیا اور کسی خاطر میں نہیں لایا بلکہ تعظیمِ نبوت کے منکر کو صرف ایک گستاخی و بے ادبی پر ہمیشہ کیلئے مردود و ملعون کر دیا۔ اب قیامت تک اس پر لعنت ہی لعنت ہے۔ یہ پہلے ہی میں عرض کر چکا ہوں کہ مومن ہونے کیلئے تمام ضروریاتِ دین کو ماننا ضروری ہے جبکہ کفر کیلئے صرف ایک قطعی دِینی بات کا انکار کافی ہے۔ ذرا خیال کیجئے! جب شیطان (عزازیل) کی لاکھوں برس کی نمازیں اور عبادت اور تمام علم اور عقیدہ توحید اس کے کام نہیں آیا اور اس کو ملعون و مردود ہونے سے نہیں بچا سکا تو ان دیوبندی وہابی علماء کی چند برسوں کی نمازیں، ان کا علم اور عقیدہ توحید ان کے کیا کام آئے گا؟ شیطان نے بھی نبی کی گستاخی کی اور ان علماء دیوبند نے تو نبیوں کے سردار کی شان میں وہ نامناسب جملے کہے ہیں جو آپ اپنے بزرگوں کیلئے کہنے سننے کے روادار نہیں ہوتے، اس صورت میں ان علماء دیوبند سے اللہ تعالیٰ کے ناراض ہونے اور ان عبارات پر ایمان رکھنے والوں کے مردود ہونے میں کیسے شبہ ہو سکتا ہے؟ اور خوب جان لیجئے کہ نجات کا مدار عقائد کے صحیح ہونے پر ہے، اعمال و علم پر نہیں ہے، چنانچہ خود اشرف علی تھانوی صاحب کی تحریر سے اس کی گواہی ملاحظہ کیجئے۔

http://www.rehmani.net

"سیرۃ النبی" نام کی مشہور کتاب لکھنے والے جناب شبلی نعمانی اور دیوبند ہی کے ایک اور عالم جناب حمید الدین فراہی کے بارے میں تھانوی صاحب کا ایک فتویٰ دیوبند ہی کے ایک عالم جناب عبد الماجد دریابادی نے اپنی کتاب "حکیم الامت" (مطبوعہ اشرف پریس لاہور، ۱۹۶۷ء) کے صفحہ ۴۵۷ پر نقل کیا ہے، وہ لکھتے ہیں:۔

"مولانا تھانوی صاحب کا فتویٰ شائع ہو گیا ہے۔ مولانا شبلی نعمانی اور مولانا حمید الدین فراہی کافر ہیں اور چونکہ مدرسہ انہی دونوں کا مشن ہے اس لئے مدرسۃ الاصلاح مدرسہ کفر و زندقہ ہے یہاں تک کہ جو علماء اس مدرسہ کے جلسوں میں شرکت کریں وہ بھی ملحد و بے دین ہیں۔" [1]

یہ فتویٰ پڑھنے کے بعد جناب عبد الماجد دریابادی نے تھانوی صاحب کو ایک تفصیلی خط لکھا جس میں شبلی نعمانی اور حمید الدین فراہی کے بارے میں اپنی طرف سے صفائی پیش کی کہ یہ لوگ نمازی ہیں یہاں تک کہ تہجد کے بھی پابند ہیں، بڑے نیک اور عالم ہیں۔ اس پر تھانوی صاحب نے جواب میں لکھا کہ "یہ سب اعمال و احوال ہیں، عقائد ان سے جداگانہ چیز ہے۔ صحت عقائد کے ساتھ فساد اعمال و احوال اور فساد عقائد کے ساتھ صحت احوال و اعمال جمع ہو سکتا ہے"۔ (حکیم الامت، ص ۴۷۶)

یہی تھانوی صاحب ایک اور جگہ فرماتے ہیں کہ "بد دین آدمی اگر دین کی باتیں بھی کرتا ہے تو ان میں ظلمت ملی ہوئی ہوتی ہے اس کی تحریر کے نقوش میں بھی ایک گونہ ظلمت لپٹی ہوئی ہوتی ہے۔ اس لئے بے دینوں کی صحبت اور بے دینوں کی کتابوں کا مطالعہ ہرگز نہ کرنا چاہئے کیونکہ مطالعہ کتب مثل صحبت مصنف کے ہے۔ جو اثر بے دین کی صحبت کا ہوتا ہے وہی اس کی کتاب کے مطالعہ سے ہوتا ہے"۔ (کمالات اشرفیہ، ص ۶۸، مطبوعہ مکتبہ تھانوی، کراچی)

یہ اشرف علی تھانوی صاحب تبلیغی جماعت کے نزدیک کیا مرتبہ رکھتے ہیں؟ ملاحظہ فرمایئے:۔

تبلیغی جماعت کے بانی محمد الیاس صاحب فرماتے ہیں کہ "حضرت مولانا تھانوی صاحب نے بہت بڑا کام کیا ہے بس میرا دل یہ چاہتا ہے کہ تعلیم ان کی ہو اور طریقۂ تبلیغ میرا ہو، اس طرح ان کی تعلیم عام ہو جائے گی"۔ (ملفوظات، ص ۵۷)

---

[1] علمائے دیوبند ذرا کھلی آنکھوں سے اپنے تھانوی صاحب کا یہ فتویٰ ملاحظہ فرمائیں اور بتائیں کہ اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف سے چند علمائے دیوبند کی کفریہ عبارتوں پر ہر طرح اتمام حجت کے بعد جاری کیے گئے تکفیری فتویٰ پر اعلیٰ حضرت کو "مکفر المسلمین" (مسلمانوں کو کافر قرار دینے والا) کہنا ظلم نہیں؟ حقیقت یہ ہے کہ سچے مسلمانوں کو مشرک، بدعتی اور کافر وغیرہ کہنا ہم اہل سنت کا نہیں بلکہ دیوبندی وہابی علماء کا شیوہ وشعار اور روزگار ہے۔

http://www.rehmani.net

تبلیغی جماعت کے بانی نے خود بتادیا کہ ان کی بنیاد اور ان کی تبلیغ کا مقصد صرف تھانوی صاحب کی تعلیم کو عام کرنا ہے۔

اس سے صاف ظاہر ہے کہ اشرف علی تھانوی صاحب تبلیغی جماعت کی نظریاتی بنیاد ہیں۔ تو وہی تھانوی صاحب فرمارہے ہیں کہ اعمال واحوال الگ چیزیں ہیں اور "عقائد" ان سے بالکل الگ چیز۔ اور ان کی تحریر میں یہ وضاحت بھی موجود ہے کہ کسی کا عقیدہ غلط ہو تو ضروری نہیں کہ اس کے اعمال واحوال بھی غلط ہوں، یعنی بد عقیدہ بے دین شخص نمازی بھی ہو سکتا ہے اور بے نمازی شخص، صحیح عقیدے والا ہو سکتا ہے۔ انہوں نے خود واضح کر دیا کہ محض کلمہ و نماز پڑھنے پر انحصار نہیں بلکہ اصل انحصار صحیح عقائد پر ہے۔ اگر عقیدہ دُرست نہیں تو نماز روزہ کرتے رہنے کی کوئی حیثیت واہمیت نہیں۔ اور یہ بھی فرمایا کہ جس کا عقیدہ صحیح نہیں وہ بے دین ہے، اس کی تحریر وتقریر میں گمراہی ہے، وہ دین کی بات بھی کرے تو وہ بھی گمراہی سے خالی نہیں ہے، اس لئے اس کی صحبت سے بھی بچو اور اس کی تحریر کا مطالعہ بھی ہرگز نہ کرو، ورنہ تم بھی گمراہ ہو جاؤ گے۔ وہ تو یہ بھی لکھ گئے کہ بد عقیدہ لوگوں کا دینی مدرسہ بھی ایمان واصلاح کا مدرسہ نہیں بلکہ کفر وزندقہ کا مدرسہ ہے اور جو لوگ اس مدرسے سے وابستہ ہونگے، ان کے جلسوں میں شرکت کرینگے وہ بھی ملحد اور بے دین ہو جائیں گے۔

ذرا سوچئے تھانوی صاحب نے بد عقیدگی کی وجہ سے اپنے ہی مشہور علماء کو کافر کہا۔ ان کی نمازوں کی، علم اور خدمات کی کوئی پرواہ نہیں کی۔ ان کے دینی مدرسے کو کفر کا مدرسہ کہا، ان کی صحبت کو اور ان کی تحریروں کے پڑھنے کو الحاد اور بے دینی قرار دیا۔ اگر فی الواقعہ تبلیغی جماعت کی نظریاتی بنیاد تھانوی صاحب ہی ہیں تو تھانوی صاحب ہی کے مطابق جس کا عقیدہ درست نہیں اس کی نماز کا کوئی فائدہ نہیں۔ اور تھانوی صاحب فرماتے ہیں کہ ایسے لوگوں کے ساتھ اُٹھنا بیٹھنا، ان کی تحریریں پڑھنا بھی الحاد و بے دینی ہے۔ اور خود علمائے دیوبند نے تبلیغی جماعت کے سرکردہ لوگوں کے عقائد کے بارے میں واضح طور پر کہا ہے کہ وہ لوگ جاہل ہیں اور ان کے عقائد صحیح نہیں ہیں۔ تبلیغی جماعت کی نظریاتی بنیاد تھانوی صاحب کے اور تبلیغی جماعت کے سرکردہ علماء کے مطابق ثابت ہو گیا کہ تبلیغی جماعت کے ساتھ اُٹھنا بیٹھنا، ان کی کتابیں پڑھنا الحاد اور بے دینی ہے اور گمراہی ہے۔

قارئین محترم! یہی بات ہم کہتے ہیں تو ہم ان کے نزدیک مجرم ٹھہرتے ہیں۔ حالانکہ انہیں تو اپنے بڑوں کو ملامت کرنی چاہیے جن کو یہ اپنی بنیاد کہتے ہیں کیونکہ وہی ان کو غلط قرار دیتے ہیں اور ان کی اصلیت بے نقاب کر رہے ہیں۔

http://www.rehmani.net

چنانچہ خود تبلیغی جماعت کے علماء کے حوالے ملاحظہ فرمائیے۔ (براہین قاطعہ کے مصنف خلیل احمد انبیٹھوی کے خلیفہ تبلیغی جماعت کے بانی محمد الیاس صاحب اور ان کے بیٹے محمد یوسف کے ساتھ ایک عرصے تک کام کرنے والے ان کے خاص) دیوبندی عالم عبدالرحیم شاہ فرماتے ہیں کہ:

"جو کام اہل علم کا ہے وہ ایسے لوگ انجام دینا چاہتے ہیں جو نہ صرف دین سے نا آشنا ہیں بلکہ اپنی سفالت و جہالت اور اپنی بد کرداریوں کی وجہ سے معاشرہ میں بھی اچھی نگاہ سے نہیں دیکھے جاتے یہ تو ایسا سمجھے (اذا کان الغراب دلیل قوم سیدیھم طریق الھالکینا) "جب کوا کسی قوم کا سربراہ ہو جائے تو وہ اس قوم کو ہلاکت کے راستے ہی دکھاتا ہے"۔ (اصول دعوت و تبلیغ، ص ۴)

مزید فرماتے ہیں، میں (عبدالرحیم شاہ) خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ (تبلیغی) جماعت کا یہ تجزیہ مجبوراً بادل ناخواستہ کر رہا ہوں اور دینی تقاضا و ضرورت سمجھ کر کیونکہ جب ان نابالغ مقتداؤں نے خطاب عام شروع کر دیئے جن کی شرعاً ان کو اجازت نہیں ہے اور انہوں نے اس کام کی افضلیت پر حد سے تجاوز کیا اور دوسرے دِینی شعبوں کی کھلم کھلا تخفیف شروع کر دی اور ذِمہ داروں کے بار بار توجہ دلانے کے باوجود اب تک ان کو نہیں روکا یا وہ رُکے نہیں تو ایسی صورت میں ذمہ داری کی بات ہے کہ حقیقتِ حال واضح کی جائے خواہ کوئی مانے یا نہ مانے۔ (اصول دعوت و تبلیغ، ص ۵۲)

مشہور دیوبندی وہابی مناظر منظور احمد نعمانی صاحب بھی اپنے مذہب کی تبلیغی جماعت پر اعتراض کرتے ہوئے کہتے ہیں:۔

"یہ غلطی عام طور پر ہوتی ہے کہ عام مجمعوں میں ایسے لوگوں کو بات کرنے کیلئے کھڑا کر دیا جاتا ہے جو اس کے اہل نہیں ہوتے بلکہ اس کام سے اچھی طرح واقف بھی نہیں ہوتے اور وہ بات کرنے میں اپنے علم کی حد کی پابندی بھی نہیں کرتے۔ واقعہ یہی ہے کہ ایسی غلطیاں بکثرت ہوتی ہیں اور یہ بات کام کے ذمہ داروں کیلئے بلاشبہ بہت فکر و توجہ کے لائق ہے۔" (تذکرۃ الظفر، ص ۲۴۴، مطبوعہ مطبوعات علمی، کمالیہ، فیصل آباد، ۱۹۷۷ء)

جناب ابوالحسن علی ندوی کہتے ہیں کہ "مولانا (اشرف علی تھانوی) کو ایک بے اطمینانی یہ تھی کہ علم کے بغیر یہ (تبلیغی جماعت کے) لوگ فریضہ تبلیغ کیسے انجام دے سکیں گے؟ لیکن جب (تھانوی کے بھانجے) مولانا ظفر احمد صاحب نے (تھانوی کو) بتلایا کہ (تبلیغی جماعت کے) مبلغین ان چیزوں کے سوا جن کا ان کو حکم ہے کسی اور چیز کا ذکر نہیں کرتے اور کچھ اور نہیں چھیڑتے تو مولانا (تھانوی) کو مزید اطمینان ہوا"۔ (دینی دعوت، ص ۱۲۶، مطبوعہ ادارہ اشاعت دینیات، نئی دہلی)

http://www.rehmani.net

جناب ظفر احمد تھانوی عثمانی کے سوانح نگار عبد الشکور ترمذی صاحب (تذکرۃ الظفر) میں یہ بات لکھ کر فرماتے ہیں کہ "جب یہ (تبلیغی) جماعت اور اسکے مبلغین، تبلیغ کے بنیادی اُمور کے علاوہ جن کا انکو حکم دیا جاتا ہے دوسری چیزوں کا ذکر کرنے لگیں تو حضرت تھانوی کو جس بنیاد پر (تبلیغی) جماعت اور اہل جماعت پر اطمینان حاصل ہوا تھا وہ بنیاد ہی منہدم ہو جاتی ہے جیسا کہ آج کل بکثرت دیکھنے میں آرہا ہے کہ گشت کرنے والی عام (تبلیغی) جماعتوں نے اس اصول کو بالائے طاق رکھ دیا ہے اور کم علم مبلغین ادھر ادھر کی غیر متعلق باتیں اور قصے کہانیاں بیان کرتے رہتے ہیں اور اکثر و بیشتر اپنے علم کی حد سے گزر جاتے ہیں۔ (تذکرۃ الظفر، ص ۲۴۲)

جناب ظفر احمد عثمانی خود فرماتے ہیں، "الغرض (تبلیغی جماعت کا) عوامی تبلیغ کا موجودہ طریق کار علومِ دینیہ میں مہارت حاصل کرنے اور دین کے مختلف شعبوں میں کام کرنے کی اہلیت پیدا کرنے سے بالکل قاصر ہے۔" (تذکرۃ الظفر، ص ۲۵۲)

مزید فرماتے ہیں کہ "ناقص کی تبلیغ وغیرہ قابلِ اعتبار نہیں"۔ (تذکرۃ الظفر، ص ۲۵۳)

یہ جملہ توجہ سے ملاحظہ فرمائیں، اسی کتاب تذکرۃ الظفر کے ص ۲۴۱ پر جناب عبد الشکور ترمذی لکھتے ہیں کہ "تبلیغی جماعت میں شامل ہونے اور اس کے ساتھ مل کر کام کرنے ہی کو اصلاح کیلئے حضرت مولانا (ظفر) نے کبھی کافی نہیں سمجھا"۔

قارئین! ان عبارتوں میں گھر کے بھیدی صاف بتا رہے ہیں کہ تبلیغی جماعت والے حد سے بڑھ گئے اور برساتی مینڈک کی طرح ہر کوئی ٹرٹرانے لگا اور علم حاصل کئے بغیر تبلیغ کو چل نکلا۔ تبلیغی جماعت کے مبلغ ناقص ہیں، ان کی تبلیغ کا کوئی اعتبار نہیں اور تبلیغی جماعت میں شمولیت اور تبلیغی جماعت کے ساتھ مل کر تبلیغ کے کام سے اصلاح نہیں ہو سکتی۔ جب ان کی اپنی اصلاح نہیں ہوگی تو دوسروں کی اصلاح کیسے ممکن ہوگی، خود دیوبندی وہابی علماء کو اپنے مذہب کی تبلیغی جماعت اور اس کے کام پر اطمینان نہیں۔

ہر کوئی اچھی طرح جانتا ہے کہ دواؤں کی کتابیں بازار میں دستیاب ہیں اگر کوئی ان کو پڑھ کر کلینک کھول لے گا تو ایسی گولی (دوا) دے گا نہ مرض رہے گا نہ مریض، کیونکہ دواؤں کی کتابیں خود پڑھ لینے سے بھی کوئی ڈاکٹر اور فزیشن نہیں بن جاتا جب تک کسی میڈیکل کالج میں ماہر استادوں سے باقاعدہ تعلیم و تربیت حاصل نہ کرلے۔ ہر دوا کی دکان والا جانتا ہے کہ درد یا بخار کی گولی کون سی ہے مگر درد یا بخار کیوں ہے؟ یہ دوا کی دکان والا صحیح نہیں بتا سکتا جب تک فزیشن (معالج) سے رجوع نہ کیا جائے۔ اسی لئے مثل مشہور ہے: "جس کا کام اسی کو ساجے، دوجا کرے تو ٹھینگا باجے"۔

چنانچہ عبد الرحیم شاہ صاحب فرماتے ہیں، غور کا مقام ہے کہ کوئی شخص بغیر سند کے کمپوڈر تک نہیں ہو سکتا مگر لوگوں نے دین کو اتنا آسان سمجھ لیا ہے کہ جس کا جی چاہے وعظ و تقریر کرنے کھڑا ہو جائے۔ کسی سند کی ضرورت نہیں ایسے ہی موقع پر یہ مثال خوب صادق آتی ہے: "نیم حکیم خطرۂ جان اور نیم ملا خطرۂ ایمان"۔ (اصول دعوت و تبلیغ، ص ۵۴)

http://www.rehmani.net

محترم قارئین! ان لوگوں کو بتایا جاتا ہے کہ تبلیغ کیلئے جب گھر سے نکلو گے تو اتنا ثواب ہو گا مگر یہ لوگ یہ نہیں سمجھتے سوچتے کہ جس طرح ڈرائیونگ سے ناواقف شخص کو اسٹیئرنگ پر بٹھا دیا جائے تو تمام مسافروں کی جان محفوظ نہیں رہتی اسی طرح جاہل شخص کو تبلیغ کا منصب سپرد کر دینے سے لوگوں کا ایمان محفوظ نہیں رہتا۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ کی عطا سے غیب جاننے والے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پہلے ہی ارشاد فرمادیا کہ علماء کے اُٹھنے سے جب علم اٹھ جائے گا تو لوگ جاہلوں کو پکڑلیں گے اور ان سے مسائل پوچھیں گے اور وہ جاہل بغیر علم کے غلط جواب بتائیں گے جس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ وہ خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔ (بخاری ومسلم) یہ بھی فرمایا کہ جب دین کا کام نااہلوں کے سپرد کر دیا جائے تو قیامت کا انتظار کرنا۔ یعنی وہ نااہل ایسی باتیں کریں گے جس سے لوگ تباہ وبرباد ہوں گے۔

عبدالرحیم شاہ لکھتے ہیں، "بے نمازی کی مضرت اسی کی ذات تک ہے اور دوسرے کی مضرت متعدی ہے، پوری نسل کو نقصان ہو گا"۔ (اصول دعوت وتبلیغ، ص ۵۴)

یعنی نماز نہ پڑھنے والا شخص صرف اپنی ذات کا نقصان کرتا ہے اور نمازی ہو کر غلط عقائد کا پرچار کرنے والا شخص پوری نسل کو تباہ کرتا ہے۔ اس شخص کا نقصان اس کی ذات تک محدود نہیں رہتا بلکہ وبائی مرض کی طرح دوسروں کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لیتا ہے۔

مدرسہ دیوبند کے ایک اور استاد اس تجویز کہ "عوام میں کام کرنے کیلئے محمد الیاس کے طریقہ تبلیغ کو اختیار کیا جائے" کے بارے میں لکھتے ہیں، "میں نے جس حد تک انکے طرزِ تبلیغ سے واقفیت بہم پہنچائی ہیں اس پر مطمئن نہیں ہوں"۔ (تنبیہات، ص ۱۲)

تبلیغی جماعت کی کتاب "فضائل تبلیغ" اور تبلیغ کے فضائل کا مصداق تبلیغی جماعت کی تحریک کو قرار دینے کے بارے میں عبدالرحیم شاہ لکھتے ہیں، "عجیب تضاد ہے کہ کہیں تو اس کو سنتِ نبوی قرار دیتے ہیں اور کہیں اس کا بانی و محرک حضرت مولانا الیاس کو قرار دیتے ہیں"۔ (اصول دعوت وتبلیغ، ص ۱۵۰)

http://www.rehmani.net

مزید ملاحظہ فرمایئے۔ محمد الیاس کے برادر نسبتی احتشام الحسن صاحب کاندھلوی، الیاس صاحب کے خاص معاون اور بچپن سے بڑھاپے تک کے ساتھی کی تحریر جو "ضروری انتباہ" کے عنوان سے انہوں نے کتاب "زندگی کی صراط مستقیم" کے آخر میں شائع کی ہے۔ اسے ذرا توجہ سے پڑھئے، وہ لکھتے ہیں:۔

"نظام الدین (بستی، دہلی) کی موجودہ تبلیغ میرے علم و فہم کے مطابق نہ قرآن وحدیث کے موافق ہے اور نہ حضرت مجدد الف ثانی اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور علمائے حق کے مسلک کے مطابق ہے۔ جو علمائے کرام اس تبلیغ میں شریک ہیں ان کی پہلی ذمہ داری یہ ہے کہ اس کام کو پہلے قرآن وحدیث، آئمہ سلف اور علمائے حق کے مسلک کے مطابق کریں۔

میری عقل و فہم سے بہت بالا ہے کہ جو کام حضرت مولانا الیاس کی حیات میں اصولوں کی انتہائی پابندی کے باوجود صرف بدعتِ حسنہ کی حیثیت رکھتا تھا اس کو اب انتہائی بے اصولیوں کے بعد دنیا کا اہم کام کس طرح قرار دیا جارہا ہے۔ اب تو منکرات کی شمولیت کے بعد اس کو بدعتِ حسنہ (اچھی ایجاد) بھی نہیں کہا جاسکتا۔ میرا مقصد صرف اپنی ذمہ داری سے سبکدوش ہونا ہے۔"

مذکورہ عبادت کے جواب میں دیوبندی عالم محمود حسن گنگوہی، احتشام الحسن کاندھلوی کو لکھتے ہیں کہ:

"میں اب تک یہی سمجھتا رہا ہوں کہ خرابی صحت کی وجہ سے آپ نے کاندھلہ مستقل قیام فرمایا اور نظام الدین کا قیام ترک کردیا اور اسی وجہ سے تبلیغی کام میں حصہ نہیں لے سکتے مگر اس ضمیمہ (ضروری انتباہ والی تحریر) سے معلوم ہوا کہ حصہ نہ لینے کی وجہ یہ ہے کہ آپ کے نزدیک یہ تبلیغ دینی کام نہیں بلکہ مخرب دین ہے۔" (چشمہ آفتاب، ص ۷)

"چشمہ آفتاب" کتاب کو مرتب کرنے والے جناب قمر الدین مظاہری اپنے پیش لفظ میں لکھتے ہیں، "مولانا احتشام الحسن کاندھلوی اس تحریک کے بانیوں میں سے ہیں انہوں نے حال ہی میں تبلیغی جماعت پر سخت تنقید کرتے ہوئے اس کو گمراہی کی طرف دعوت دینے والی جماعت قرار دیا ہے۔" (ص ۳)

اسی کتاب کے صفحہ ۱۱ پر شیخ محمد زکریا صاحب کے خط کا یہ جملہ بھی ملاحظہ ہو، لکھتے ہیں، "البتہ یہ تو میں بھی سن رہا ہوں کہ حضرت تھانوی صاحب کے بعض خلفاء اور خواص اس (تبلیغی جماعت) کو پسند نہیں فرماتے۔"

عبدالرحیم شاہ لکھتے ہیں کہ "غیر سنت (بدعت) کو سنت سمجھنا وغیرہ اعتقادی قصور ہے۔ میں یہ سمجھنے سے قاصر ہوں کہ چند اعمال کی اصلاح کے پیش نظر عقائد میں قصور کو نظر انداز کردینا کہاں تک شرعی نقطہ نظر سے درست ہے؟ صحیح عقائد مدار نجات ہیں اعمال مدار نجات نہیں"۔ (اصول دعوت و تبلیغ، ص ۶۴)

http://www.rehmani.net

قارئین محترم! خود دیوبندی وہابی تبلیغی جماعت کے بڑے سرکردہ علماء کی تحریروں سے ان کی تبلیغی جماعت کی اصلیت آپ نے ملاحظہ فرمائی۔ اس کے بعد ان کیلئے ہمیں کوئی مزید فتویٰ دینے اور تبصرہ کرنے کی ضرورت نہیں۔ قدرت نے خود ان کے اپنے ہی قلم سے خود ان کو غلط ثابت کروادیا۔ اب فیصلہ دیوبندی وہابی تبلیغیوں کو خود کرنا چاہیئے۔ اگر یہ خود کو درست قرار دیں تو یہ خود غلط ثابت ہوتے ہیں۔ اور ان تمام تحریروں کے پڑھنے سننے والے ان تحریروں سے یہی نتیجہ نکالیں گے کہ یہ بڑے چھوٹے سب کے سب غلط ہیں۔ ہم اہل سنت وجماعت (سُنّی) جن کو یہ تبلیغی دیوبندی وہابی وغیرہ "بریلوی" بھی کہتے ہیں، ان کے نزدیک اس لئے برے ہیں کہ ہم ان کو انہی کی تحریروں کا آئینہ دکھاتے ہیں اور جب ان سے پوچھتے ہیں کہ "دونوں آوازوں میں تیری کون سی آواز ہے؟" تو یہ کوئی جواب دینے کی بجائے بدزبانی شروع کردیتے ہیں۔ ان کو ہم سچے مسلمانوں کو مشرک وبدعتی بنانے کے سوا کوئی کام نہیں، مگر قدرت کا کرشمہ دیکھئے کہ جن باتوں پر یہ ہمیں مشرک وبدعتی کہتے ہیں وہی باتیں خود یہ لوگ بھی کرتے ہیں۔ یعنی جس کو حرام وناجائز کہتے ہیں وہی کرتے ہیں اور اس طرح دہرے مجرم بنتے ہیں۔ ایک تو جائز کو ناجائز کہنے کا جرم اور دوسرا ناجائز کہہ کر وہی کام کرنے کا جرم۔ یہ دنیا ہی میں ان کیلئے عذابِ الٰہی نہیں تو اور کیا ہے؟

http://www.rehmani.net
قارئین کے ذہن میں ایک بات ضرور ہوگی اس کا ازالہ بھی ضروری ہے۔ آپ سوچتے ہونگے کہ یہ لوگ تو گلی گلی شہر شہر پھر کر لوگوں کو نماز روزے کی پابندی کی تلقین کرتے ہیں ۱ لوگوں کے کلمے درست کرواتے ہیں پھر ان کو غلط کہنا کیونکر درست ہوگا؟ ۲

---

۱ ہوسکتا ہے لوگ یہ سمجھتے ہوں کہ دیوبندی وہابیوں کی یہ تبلیغی جماعت نماز روزے کی تلقین و تاکید اور تصحیح کیلئے وجود میں آئی ہے۔ اس سلسلے میں قارئین اسی کتاب میں تبلیغی جماعت کے بانی محمد الیاس صاحب کا یہ ارشاد ملاحظہ فرما چکے ہیں کہ اشرف علی تھانوی صاحب کے علوم، الیاس صاحب اپنے طریقہ سے پھیلانا چاہتے ہیں یعنی لوگوں کو دیوبندی بنانا چاہتے تھے۔ قارئین محمد الیاس صاحب کا ایک اور ارشاد نہایت توجہ سے ملاحظہ فرمائیں جسے محمد الیاس صاحب نے اپنے کتابچے "دعوت" اور جناب ابوالحسن علی ندوی نے اپنی کتاب "دینی دعوت" کے ص ۲۲۴ پر نقل کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں، "ایک مرتبہ اپنے عزیز جناب ظہیر الحسن (ایم اے علیگ) سے (محمد الیاس نے) فرمایا، ظہیر الحسن! میرا مدعا کوئی نہیں پاتا، لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ (تبلیغی جماعت) تحریکِ صلاۃ ہے، میں (محمد الیاس) قسم سے کہتا ہوں کہ یہ ہرگز تحریک صلاۃ نہیں ہے۔ ایک روز (محمد الیاس) نے بڑی حسرت سے فرمایا میاں ظہیر الحسن! ایک نئی قوم پیدا کرنی ہے۔

قارئین بخوبی جان لیں گے کہ تبلیغی جماعت کے بانی محمد الیاس صاحب کے یہ ارشادات صاف بتا رہے ہیں کہ تبلیغی جماعت کا اصل مقصد ہرگز وہ نہیں جو تبلیغی جماعت کے گشت کرتے لوگ بتاتے پھرتے ہیں بلکہ نماز وغیرہ کی تلقین تو ان کا ظاہری ہتھکنڈا ہے ان کا اصل مقصد تو مسلمانوں سے مختلف، کسی نئی قوم کا پیدا کرنا ہے جس کیلئے محمد الیاس صاحب کو بڑی حسرت سے کہنا پڑا کہ ان کا مدعا کوئی نہیں پاتا وہ تو ایک نئی قوم کا پیدا کرنا چاہتے ہیں انہوں نے قسم کھا کر یہ اقرار کیا کہ یہ تبلیغی جماعت ہرگز تحریک صلاۃ نہیں ہے لہٰذا تبلیغی جماعت کو تحریک صلاۃ سمجھنے یا کہنے والے جھوٹے ہیں۔ اگر وہ خود کو سچا کہیں تو پھر ان کے محمد الیاس صاحب جھوٹے ثابت ہوں گے۔

۲ جناب مرتضیٰ حسن دربھنگی فرماتے ہیں، "جو دعوائے اسلام و ایمان سعی و بلیغ اور کوشش وسیع کیساتھ انبیاء علیہم السلام کو گالیاں دیتا ہو اور ضروریاتِ دین کا انکار کرے وہ قطعاً یقیناً تمام مسلمانوں کے نزدیک مرتد ہے کافر ہے"۔ (اشد العذاب، ص ۵) یعنی ایسے شخص کا صحیح تبلیغ کرنا بھی اس شخص کو ہرگز کوئی فائدہ نہیں پہنچائے گا جب تک وہ خود اپنے عقیدہ و عمل کو درست نہیں کرے گا۔

http://www.rehmani.net

عرض یہ ہے کہ اس کا جواب تو آپ تھانوی صاحب کی تحریر کے حوالے سے پہلے ہی پڑھ چکے ہیں کہ بد عقیدہ اگر دین کی بات بھی کریگا تو وہ بھی گمراہی سے خالی نہیں ہوگی۔ تھانوی صاحب کا جواب کافی ہے تاہم اس کو اور زیادہ آسان لفظوں میں آپ سے عرض کرتا ہوں۔ کوئی صاحب جو بظاہر نماز روزے کے بڑے پابند ہوں اور صورت شکل سے نیک معلوم ہوتے ہوں وہ آپ کی دعوت کریں اور دعوت میں سوجی کا حلوہ تیار کریں۔ ۴۰ گرام خالص سوجی میں ۲۵ گرام خالص گھی ملائیں، ۳۰ گرام شکر ڈالیں اور ۴ گرام مغز بادام و پستہ اور چاندی کے ورق استعمال کریں اور صرف ایک گرام خالص زہر حلوے میں ملادیں جو حلوے میں حل ہو جائے اور بظاہر نظر نہ آئے۔ اوپر سے صرف جھلملاتا چاندی کا ورق نظر آئے، تیرتا ہوا خالص گھی نظر آئے، پستہ و بادام نظر آئیں، وہ حلوہ آپ کو پیش کیا جائے اور کہا جائے کہ اس میں گلوکوز ہے، وٹامنز ہیں، توانائی کیلئے بہترین مقویات ہیں اور دیکھئے کتنا خوش نما ہے، ہر شے خالص ہے، اس لئے تناول فرمایئے۔ بتایئے آپ وہ حلوہ کھائیں گے؟ آپ یقیناً نہیں کھائیں گے۔ وہ آپ کو چاندی کے ورق کی چمک دمک، گھی کے فائدے، شکر کی مٹھاس، پستہ و بادام کی قوت اور افادیت بتائے گا۔ آپ کہیں گے کہ ۹۹ گرام اجزاء خالص اور پاک اور مفید ہیں مگر اس میں ایک گرام خالص زہر بھی ہے اس کے اثرات کا بھی سوچیں۔ وہ کہے گا کہ باقی اجزاء نظر آرہے ہیں، زہر کہاں نظر آرہا ہے؟ باقی چیزیں غالب ہیں اور ان میں بے پناہ قوت ہے، ذائقہ ہے، فائدہ ہے۔ آپ جواباً یہی کہیں گے کہ ایک گرام زہر کی شمولیت کی وجہ سے باقی ۹۹ گرام بہترین چیزیں بھی فائدہ مند نہیں رہیں، کیونکہ وہ ایک گرام زہر جو اس میں مل چکا ہے حالانکہ وہ بظاہر نظر نہیں آرہا مگر اس میں یقیناً شامل ہے، وہ ایک گرام جتنا نقصان کرے گا یہ ۹۹ گرام اچھی چیزیں بھی اس نقصان کی تلافی نہیں کرسکیں گی۔

قارئین کرام! یہی حال ان دیوبندی وہابی تبلیغیوں وغیرہ کا ہے۔ بظاہر نماز روزے کی چمک دمک دکھائی جاتی ہے، تبلیغ اور اس کے فائدہ بتائے جاتے ہیں۔ مگر اس تبلیغ کی بنیاد میں پوشیدہ نظریاتی اور عقائد کی جو خرابی اور شانِ رسالت میں گستاخی و بے ادبی کی جو مہلک آمیزش ہے وہ ایمان کیلئے سم قاتل ہے۔ جس طرح زہر، انسانی جسم و جاں کیلئے ہلاکت کا باعث ہے اسی طرح انبیاء و اولیاء کی شان میں گستاخی و بے ادبی بلاشبہ ایمان کی ہلاکت و بربادی کا سبب ہے۔ اور یہ آپ خوب جان چکے ہیں کہ نجات کا مدار اعمال پر نہیں بلکہ صحیح عقائد پر ہے۔ اگر عقیدہ صحیح نہیں تو لاکھوں برس کی تمام عبادت بھی بے فائدہ ہے۔

http://www.rehmani.net

ایک دیوبندی عالم احمد علی صاحب لاہوری نے اسی طرح کی مثال ابو الاعلیٰ مودودی صاحب کے بارے میں اپنے رسالہ "حق پرست علماء کی مودودیت سے ناراضگی کے اسباب" (مطبوعہ دفتر انجمن خدام الدین، دروازہ شیر ان والا، لاہور) کے صفحہ ۸۰ پر لکھی ہے۔ اسے اپنے موقف کی تائید میں نقل کر رہا ہوں۔ ملاحظہ فرمائیے، وہ لکھتے ہیں:۔

"اگر دس سیر دودھ کسی کھلے منہ والے دیگچے میں ڈال دیا جائے اور اس دیگچہ کے منہ پر ایک لکڑی رکھ کر ایک تاگا میں خنزیر کی بوٹی ایک تولہ کی اس لکڑی میں باندھ کر دودھ میں لٹکا دی جائے پھر کسی مسلمان کو اس دودھ میں سے پلایا جائے وہ کہے گا کہ میں اس دودھ سے ہرگز نہ پیوں گا کیونکہ یہ سب حرام ہو گیا۔ پلانے والا کہے گا کہ بھائی دس سیر دودھ کے آٹھ سو تولے ہوتے ہیں آپ فقط اس (ایک تولے کی) بوٹی کو کیوں دیکھتے ہیں، دیکھئے اس بوٹی کے آگے پیچھے دائیں بائیں اور اس کے نیچے چار انچ کی گہرائی میں دودھ ہی دودھ ہے وہ مسلمان یہی کہے گا کہ یہ سارا دودھ خنزیر کی ایک بوٹی کے باعث حرام ہو گیا۔ یہی قصہ مودودی صاحب کی عبارتوں کا ہے جب مسلمان، مودودی صاحب کا یہ لفظ پڑھے گا کہ "خانہ کعبہ کے ہر طرف جہالت اور گندگی ہے" اس کے بعد مودودی صاحب اس فقرہ سے توبہ کر کے اعلان نہیں کریں گے، مسلمان کبھی راضی نہیں ہوں گے جب تک یہ خنزیر کی بوٹی اس دودھ سے نہیں نکالیں گے۔"

قارئین کرام! خود علمائے دیوبند نے جو فیصلہ اپنے مودودی صاحب کیلئے کیا انہی کی زبانی وہی فیصلہ ہماری طرف سے دیوبندی وہابی تبلیغی علماء اور ان کے حامیوں کیلئے ہے۔ جب تک دیوبندی وہابی تبلیغی اپنی کفریہ عبارات سے توبہ نہیں کرتے اور ان عبارات کو قبول نہ کرنے کا اعلان نہیں کرتے اور اپنے عقیدے دُرست نہیں کرتے یعنی دودھ سے خنزیر کی بوٹی اور حلوے میں سے زہر نہیں نکالتے اس وقت تک اُمتِ مسلمہ ان تمام دیوبندی وہابی تبلیغی لوگوں کے بارے میں اپنا فیصلہ نہیں بدلے گی جو ان کفریہ عبارات کے قائل اور قابل (ماننے اور قبول کرنے والے) ہیں کیونکہ یہ فیصلہ خود علماء دیوبند نے بھی تسلیم کیا ہے کہ نجات کا مدار عقائد ہیں، اعمال نہیں۔

فیصلے اور تصفیے کی یہی ایک صورت ہے کہ تمام دیوبندی وہابی تبلیغی وغیرہ یہ اعتراف کرلیں کہ وہ دیوبندی وہابی علماء جنہوں نے یہ کفریہ اور کتاب و سنت کے خلاف عبارات لکھی ہیں وہ ان عبارتوں سے توبہ نہ کرنے کے سبب کافر و زندیق ہیں اور وہ ہر شخص جو ان عبارات کو مانتا اور قبول کرتا ہے وہ بھی ان عبارات کے لکھنے والوں کے حکم میں داخل ہے۔ کیونکہ ہر کوئی جانتا ہے کہ شریعت کے احکام نہیں بدلے جاسکتے بلکہ لوگوں کو اپنی طبیعت اور عقل و فہم کو شریعت کے مطابق بنانا ہوگا۔

http://www.rehmani.net

جس لمحے دیوبندی وہابی تبلیغی وغیرہ یہ اعتراف کرلیں گے، سارا جھگڑا ختم ہو جائے گا۔ مگر افسوس کہ جب بھی ان غلط اور کفریہ عبارات کے لکھنے والے علماء کے جانشینوں اور حامیوں کو اس اعتراف کیلئے کہا گیا انہوں نے صاف انکار کر دیا۔ اب قارئین خود فیصلہ کرلیں کہ جب دیوبندی وہابی ان عبارات کے ماننے اور قبول کرنے کی ضد پر قائم ہیں تو کتاب و سنت کا فیصلہ کیسے بدلا جاسکتا ہے؟ جن کے دِلوں پر مہر لگ چکی ہے، جو گمراہی کے گہرے گڑھوں میں دھنس چکے ہیں، جنہیں سچ جھوٹ میں تمیز کرنا قبول نہیں، ان کیلئے قرآن نے یہی کہا ہے "لَكُمْ دِينُكُمْ وَلِيَ دِينِ" تمہارے لئے تمہارا دین اور ہمارے لئے ہمارا دین۔

آخر میں اپنے قارئین سے یہی گزارش کروں گا کہ قبر میں رحمتِ عالم، نورِ مجسم، شفیعِ معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں جب سوال ہوگا اور یہ پوچھا جائے گا کہ (مرنے سے پہلے) ان کے بارے میں کیا عقیدہ رکھتے تھے؟ اور میدانِ قیامت میں جبکہ سورج سوا میل پر ہوگا، جس دن اللہ واحد قہار کے غضب سے سب ہی نفسی نفسی کریں گے سوائے دامن رحمت مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کوئی پناہ نہ ہوگی۔ اگر انہی غلط اور کفریہ عقائد پر آپ کا خاتمہ ہوا تو اس وقت عذابِ الٰہی سے آپ خود کو کیسے بچائیں گے؟ اپنا انجام آپ خود سوچ لیں۔

ہمارے اعلیٰ حضرت، امام اہل سنت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تو یہی پکارتے رہے ۔

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے
کل نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا

(واضح رہے کہ بعض دیوبندی وہابی حضرات نے بھی اپنے ساتھیوں کو ان کفریہ عبارات کے قبول نہ کرنے کا مشورہ دیا چنانچہ دیوبند سے نکلنے والے ماہنامہ "تجلّی" میں جناب شبیر احمد عثمانی کے بھتیجے جناب عامر عثمانی کی تحریر اس کا ثبوت ہے۔)

http://www.rehmani.net

قارئین محترم! اس روداد کے بعد آپ یہ جاننا چاہیں گے کہ دیوبند کے یہ علماء پہلے ایسے نہیں تھے، یہ سب کیوں لارنس آف عریبیا کے پروردہ گروہ نجدی وہابیوں کے ہمنوا ہو گئے اور انہی کی طرح تعظیمِ رسالت کے منکر ہو کر شیطانی لہجے میں نامناسب باتیں کرنے لگ گئے اور موجودہ دیوبندی وہابی تبلیغی وغیرہ اپنے چند بڑوں کی ان کفریہ عبارات اور غلط عبارات پر کیوں قائم ہیں، غلطی کا اعتراف کر کے جھگڑا کیوں ختم نہیں کرتے، آخر اس کی وجہ کیا ہے؟

دیانت و صداقت سے خوفِ الٰہی رکھتے ہوئے اپنے قارئین سے عرض کرتا ہوں کہ یہودی، عیسائی، کافر اور منافق تمام، اللہ سبحانہ و تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دشمن ہیں۔ قرآن نے ان کی حقیقت وضاحت سے بیان کی ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ یہ فطری اور نفسی امر ہے کہ جب کسی بدباطن کی اصلیت کھل جائے اور اس کا گھناؤنا چہرہ بے نقاب ہو جائے تو اسے بہت دُکھ ہوتا ہے اور وہ ڈھٹائی کا مظاہرہ کرتا ہے یعنی اپنی اصلاح کی بجائے دشمنی، عناد اور بغض کی آگ اس میں بھڑک اُٹھتی ہے یہاں تک کہ وہ انتقامی کارروائی میں مشغول ہو جاتا ہے۔ یہودیوں، عیسائیوں کو بھی رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور انکے سچے جانشینوں کی سلطنتِ اسلامی کے پھیلنے اور اپنے مغلوب و معتوب ہو جانے کا صدمہ تھا یہاں تک کہ ان کے مرکزی مقامات خیبر اور بیت المقدس وغیرہ بھی ان چھن گئے تھے۔

انہوں نے دیکھا کہ وہ اب اپنی کھوئی ہوئی حکومت اور جاہ و حشمت دوبارہ حاصل نہیں کر سکتے، سلطنتِ اسلامی کا مقابلہ نہیں کر سکتے تو انہوں نے آپس میں مل بیٹھ کر خفیہ سازشی منصوبے بنائے، چنانچہ پوری تفصیل مستند کتابوں میں محفوظ ہے۔ ان دشمنِ اسلام گروہوں نے طے کیا کہ ملک بدر اور معتوب ہو کر ہم بہت کمزور ہو گئے ہیں ہماری اصلیت بے نقاب ہو چکی ہے اب ایک ہی صورت ہے کہ مسلمانوں میں داخل ہو کر مسلم اتحاد اور اُخوت اسلامی کو ختم کیا جائے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ قلبی طور پر اپنے باطل عقائد و نظریات پر قائم رہیں صرف (منافقانہ طور پر) اوپر اوپر سے بظاہر مسلمان ہو جائیں، اس کیلئے صرف کلمہ اور نماز کو پڑھنا ہوگا، یہ ظاہری طور پر کرتے رہیں گے تاکہ ہمیں اپنے علاقوں میں دوبارہ رہنے بسنے کی آزادی مل جائے، پھر ہم مختلف منصوبوں کے ذریعے مسلمانوں کو آپس میں انتشار و افتراق کا شکار کر دیں، تاکہ ان کی توجہ ہم سے ہٹ جائے اور وہ اپنے جھگڑوں میں اُلجھ کر ایک دوسرے کے خلاف ہو جائیں، جب ایسا ہوگا تو ہم مسلمانوں کی اس خانہ جنگی سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے اپنے علاقوں پر قبضہ کر لیں گے اور اپنی ساکھ بحال کر لیں گے۔ چنانچہ عبد اللہ بن سبا یہودی اس سازشی تحریک کا قائد بنا اور اس کے تمام حمایتی منافقانہ طور پر مسلمان ہوئے۔ اس سازشی گروہ نے حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے کچھ عرصے بعد اپنے ناپاک منصوبوں پر عمل شروع کر دیا۔ امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مظلومانہ شہادت اسی دشمنِ اسلام گروہ کی سازش کا نتیجہ تھی۔

http://www.rehmani.net

اس گروہ نے پوری سلطنتِ اسلامی میں اپنے تبلیغی افراد پھیلا دیئے۔ یہ سلسلہ نسل در نسل چل نکلا۔ ان لوگوں نے دیکھا کہ مسلمانوں کو اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بے پناہ محبت ہے۔ اور کچھ ایسی محبت کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نام پر اپنی جان اور اپنا مال سب کچھ قربان کر دیتے ہیں اور اس محبت کی وجہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حسن وجمال اور فضل وکمال ہے۔ اس منافق، دشمنِ اسلام گروہ اور ان کے آلہ کار ایجنٹوں نے طے کیا کہ اس محبت کو جب تک ختم نہیں کیا جائے گا، اس وقت تک مسلم اتحاد کی اصل قوت بر قرار رہے گی اور ہمارا مقصد پورا نہیں ہو گا یہودیوں اور عیسائیوں کو یہ لوگ اپنی وفاداری کا یقین دلا چکے تھے کہ اصلاً ہم آپ کے ہیں، اس لئے یہودیوں عیسائیوں نے اپنے خزانے ان لوگوں کیلئے کھول دیئے۔

اسلامی فتوحات کا سبب اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے آخری رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کمال محبت اور فی سبیل اللہ جہاد کا جذبہ تھا۔ اس سازشی گروہ اور اس کے پیروکار لوگوں نے طے کیا کہ تحریر وتقریر اور ہر ذریعے سے دین میں ایسی ایسی باتیں نکالی جائیں جو مسلمانوں کو آپس میں لڑوا دیں اور ان کا جہاد آپس میں ایک دوسرے کے خلاف شروع ہو جائے۔ چنانچہ قرآن وسنت کے مفاہیم کو بدلا جانے لگا، حرام کو حلال اور حلال کو حرام کہا جانے لگا، نیک کاموں اور سنتوں کو بدعت کہا جانے لگا، اصول دین کے بر خلاف اس گروہ بد کے نام نہاد علماء کو اماموں کا درجہ دیا جانے لگا اور ان کے مخالفین کو مشرک، بدعتی اور گمراہ کہا جانے لگا۔ نبوت کے جھوٹے دعوے دار کھڑے کئے جانے لگے۔ رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، ان کی ازواجِ مطہرات، ان کے صحابہ کرام، ان کے اہل بیت اور اولیاء اللہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی شان میں گستاخیوں اور بے ادبیوں کا سلسلہ شروع کیا گیا تا کہ ان مقدس ہستیوں کی خوبیوں کی بجائے ان کے من گھڑت نقص بیان کر کے لوگوں کے دلوں سے ان کی محبت وعقیدت کو ختم کیا جائے، جب لوگوں کو بتایا جائے گا کہ نبی ولی میں کوئی خصوصیت نہیں ہوتی وہ دوسرے عام انسانوں کی طرح اور گناہ گار ہوتے ہیں تو لوگوں کی محبت اور جوش وجذبہ خود بخود ختم ہو جائے گا۔ جب محبت ختم ہو گی تو قوتِ عمل بھی باقی نہیں رہے گی اور جہاد وغیرہ کا سلسلہ بھی ختم ہو کر رہ جائے گا۔

http://www.rehmani.net
اللہ کی عطا سے غیب کا علم جاننے والے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے یہ تمام باتیں پوشیدہ نہیں تھیں، اس لئے رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس گروہ اور اس کے احوال سے دنیا کو پہلے ہی آگاہ فرمادیا۔

چنانچہ صحیح احادیث میں ہے کہ حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لشکرِ اسلام میں مالِ غنیمت تقسیم فرمارہے تھے کہ ایک شخص حرقوس بن زہیر جسے ذوالخویصرہ کہا جاتا تھا، کہنے لگا: "یارسول اللہ آپ نے عدل نہیں کیا"۔ شمعِ رسالت کے جاں نثار پروانے اس بے ادب کی بات سن کر غیرتِ ایمانی سے جوش میں آگئے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! مجھے اجازت دیجئے کہ اس گستاخ کی زندگی تمام کردوں، اس کو اپنی تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے کردوں۔ رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اجازت نہ دی۔ ذوالخویصرہ سے آپ نے فرمایا، "تیری ماں تجھ کو روئے، میں اللہ کا نبی ہوں، اگر میں عدل نہیں کروں گا تو اس روئے زمین پر مجھ سے بڑھ کر عدل کرنے والا کون ہوگا؟" اور اپنے صحابہ کو مخاطب کرکے فرمایا، "یہ ابھی زندہ رہے گا، اس کی نسل سے لوگ نکلتے رہیں گے، نکلتے رہیں گے یہاں تک کہ اس کے آخری لوگ دجّال کے لشکر میں شامل ہوجائیں گے۔ فرمایا اس کو میری اُمت کے بہترین لوگ قتل کریں گے۔ جس دن یہ اور اس کے ساتھی قتل ہوں گے اس دن یہ لوگ اُمت میں سب سے برے ہوں گے اور جو لوگ ان کو قتل کریں گے وہ میری اُمت میں بہترین ہوں گے۔ فرمایا اس کی نسل کی نشانیاں یہ ہوں گی کہ یہ لوگ سروں پر بال نہیں رکھیں گے۔ پاجاموں شلواروں کے پائنچے ٹخنوں سے بہت اونچے رکھیں گے۔ لمبی لمبی نمازیں پڑھیں گے کہ دوسرے لوگ ان کی نمازوں کو دیکھ کر اپنی نمازوں کو حقیر سمجھیں گے۔ فرمایا یہ قرآن کو عمدگی سے پڑھیں گے مگر قرآن صرف ان کی زبانوں پر ہوگا ان کے حلق سے نیچے نہیں اُترے گا یعنی اندر اس کا کوئی اثر نہیں ہوگا۔ فرمایا ان کی زبانیں شکر جیسی میٹھی ہوں گی مگر دل بھیڑیوں سے زیادہ سخت اور برے ہوں گے۔ فرمایا صورت شکل وغیرہ سے خود کو بڑے نیک ظاہر کریں گے مگر دین سے یہ لوگ اس طرح نکلے ہوں گے جس طرح تیر اپنے شکار سے نکل جاتا ہے۔ فرمایا یہ لوگ خود برے ہوں گے اور برائی ہی پھیلائیں گے۔ (بخاری، ج ا، ص ۴۷۲، ج ۲، ص ۶۲۴، ۱۰۲۴، ۱۱۲۸۔ مسلم، ج ا، ص ۳۴۰، ۳۴۱۔ مشکوٰۃ، ص ۳۰۹، ۵۳۴)

قارئین کرام! عدل وانصاف کے تقاضوں کو سامنے رکھتے ہوئے حقائق پر توجہ کیجئے۔ کیا آپ کو اپنے اردگرد انہی نشانیوں والے لوگ نظر نہیں آتے؟ یہ نشانیاں اللہ کے اس نبی نے بیان کی ہیں جس کے ذریعے اور وسیلے سے ہم اللہ کو جانتے اور مانتے ہیں۔ اس نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر یقین کرتے ہوئے قرآن کو مانتے ہیں۔ اس نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے موتھ سے جو نکلا، اسی نے بتایا کہ یہ قرآن ہے اور یہ میری حدیث ہے۔ ہمیں جس زبان سے قرآن عطا ہوا، یہ اسی زبانِ حق ترجمان کے ارشادات ہیں۔ جس کو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات پر کامل ایمان ہے اسے نبی کے صحیح ارشادات پر بھی سچا پکا یقین ہوگا اور ہونا چاہیے۔

http://www.rehmani.net

حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کھول کھول کر سب کچھ بتا دیا ہے۔ یہ لوگ کسی بہروپ میں آئیں اپنا یا اپنی تحریک کا عنوان کچھ بھی بنالیں، ان کی اصلیت روزِ روشن کی طرح عیاں ہے۔ سادہ لوح مسلمانوں کو کلمہ و نماز سکھانے یا ٹھیک کروانے کے بہانے یہ لوگ اُمتِ مسلمہ کو تباہی و بربادی کے کنارے پہنچا رہے ہیں۔ یہودیوں عیسائیوں اور غیر مسلم طبقوں کی امداد اور تعاون سے دشمن اسلام سازشوں میں مصروف یہ ایمانی لٹیرے جب اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وفادار اور دوست نہیں تو ہمارے دوست اور خیر خواہ کیسے ہوسکتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کا خدا بھی جھوٹ بول سکتا ہے یہ وہ لوگ ہیں جن کے نزدیک نبی کا علم جانوروں جیسا ہے (معاذ اللہ)۔ ان کا علم و فہم، قرآن و سنت کے مسلمہ اصولوں کے بجائے ذاتی احتمالات اور ان کے آقاؤں کی رضاجوئی میں اُلجھا رہتا ہے۔ انہیں سچ اور حقائق کو دیدہ دلیری سے جھٹلانا بہت مرغوب ہے۔ انہیں وہ باتیں کرنے میں کوئی عار نہیں جو اسلام اور مسلمانوں کی عزت اور عظمت اور وحدت کو نقصان پہنچائیں، انہیں اپنی ہٹ دھرمی ہی سے سروکار ہے۔

قارئین محترم! آپ خود اندازہ کریں کہ ان لوگوں کی ایسی گندی اور کفریہ عبارات نے اُمتِ مسلمہ کو کس قدر نقصان پہنچایا ہے۔

نوجوان طبقہ ذرا سوچے کہ مادی ترقی کے اس دور میں جہاں سائنس کی نت نئی ایجادات نے انسان کو حیرت میں ڈال دیا ہے اور انسان چاند پر قدم رکھ چکا ہے، وہاں ان جیسے دین فروش ملاؤں کی ان عبارات اور ان کے غلط نظریات نے چاند کو اُنگلی کے اشارے سے دو ٹکڑے کر دینے والے نبی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے ماننے والوں کو روحانیت سے اور دین سے کتنا دور کر دیا ہے۔ تبلیغ کے نام پر اسمگلنگ اور ڈرگس پھیلانے والے اس طبقے کو آپ نے کسی حکومت سے سود خلاف اُلجھتے نہیں دیکھا ہوگا۔ بیروت، بنکاک، بمبئی اور دنیا بھر کے جنسی بازاروں میں لوگوں کو بدکاری سے روکتے نہیں دیکھا ہوگا۔ یہ غول کے غول کبھی سینما ہال کی کھڑکی پر تبلیغ کرتے نظر نہیں آئیں گے۔ یہ لوگ دنیا بھر کے سمندروں پر ننگے انسانوں کو کلمہ پڑھاتے نظر نہیں آئیں گے۔ اور تو اور یہ اپنے اہل و عیال کو بے راہ روی کیلئے چھوڑ کر مہینوں چلّوں پر چلے جانے والے کتاب و سنت کے ان ارشادات پر عمل کرتے نظر نہیں آئیں گے کہ ہم پر اپنے قرابت داروں کا حق دوسروں سے زیادہ ہے۔ بوڑھے ماں باپ اور جوان بہنوں بیٹیوں بیویوں کو تنہا چھوڑ کر گھروں سے بے پڑھے لکھے مردوں کو زبردستی نکال کر لے جانے والے یہ لوگ نہیں دیکھتے کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ظاہری زندگی کا زمانہ پایا مگر بوڑھی نابینا ماں کی خدمت کی وجہ سے صحابیت کا شرف حاصل نہیں کرسکے۔ رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یمن کی طرف موُنھ کر کے فرماتے، مجھے ادھر سے محبت کی خوشبو آتی ہے۔ حضرت اویس قرنی کیلئے ارشادات رسول انہیں یاد نہیں۔ کفریہ عبارات کے لکھنے والے، اپنے ملاؤں کے نظریات کا پرچار کرنے والے، نبی کی محبت اور عظمت و شان سے بے گانہ کرنے والے یہ دیوبندی وہابی تبلیغی آپ کو جس گمراہی کی طرف لے جانا چاہتے ہیں اس کا انجام عذابِ الٰہی ہے۔

http://www.relimani.net

ان کی تبلیغ یہودیت عیسائیت اور بت پرستی کے خلاف نہیں۔ یہ ایران عراق میں ستر لاکھ مسلمان کہلانے والے انسانوں کے ناحق خون کے خلاف کام کرتے نظر نہیں آتے ۔ یہ بیت المقدس مسجدِ اقصیٰ میں صیہونی بربریت کے خلاف جہاد نہیں کرتے، ان کا کام تو یہ ہے کہ کلمہ و نماز دُرست کروانے کے بہانے آپ کو اپنا ہمنوا بنالیں اور تعظیم نبی کو شرک کہہ کر آپ کو روحانیت سے خالی کر دیں۔ کیا ان کفریہ عبارات کے پرچار سے یہ غیر مسلموں کو مسلمان بنا سکیں گے؟

ذرا توجہ کیجئے ! کسی عالمی اجتماع میں یہ لوگ چلے جائیں جہاں ہر دین و مذہب اور رنگ و نسل کے لوگ جمع ہوں، وہاں ہندو، یہودی، عیسائی اور یہ دیوبندی وہابی، تبلیغ کی اجازت چاہیں اور اجازت ملنے پر یہ چاروں اپنے دین و مذہب کی تبلیغ کریں اور تبلیغ کا مقصد یہ ہو کہ سننے والے جس سے متاثر ہو جائیں، جس کی بات قبول کرلیں اس کا دین و مذہب اختیار کر لیں۔ پہلے ہندو اُٹھے اور وہ کہے کہ "ہمارے رام چندر جی بڑے باکمال تھے بڑے بہادر تھے انہوں نے سیتارانی کو حاصل کرنے کیلئے لوہے کی مضبوط کمان کو اپنے ہاتھ سے موڑ کر توڑ دیا۔ ان کی تعلیمات بہت اچھی ہیں اس لئے سب لوگ ہندو ہو جائیں اور اس باکمال رام چندر کی پیروی کریں"۔

پھر عیسائی اُٹھے اور یہ کہے کہ "میں حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کا ماننے والا ہوں، وہ بڑے باکمال تھے ان کے کمال دیکھئے، وہ ماں کے پیٹ ہی سے نابینا پیدا ہونے والے کی آنکھوں پر ہاتھ رکھتے تو اس کی بینائی ٹھیک ہو جاتی۔ کوڑھی اور برص والے کے جسم پر ہاتھ پھیرتے وہ تندرست ہو جاتا۔ وہ مُردوں کو زِندہ کر دیتے تھے۔ وہ بڑے ہی باکمال تھے، ان کی تعلیمات بہت اچھی ہیں اس لئے سب لوگ عیسائی ہو جاؤ"۔

پھر یہودی اُٹھے اور کہے کہ "میں حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کا ماننے والا ہوں، وہ بڑے باکمال تھے ان کا کمال دیکھئے، وہ لکڑی پتھر پر مارتے تو پانی کا چشمہ جاری ہو جاتا۔ وہ بغل میں ہاتھ ڈال کر نکالتے تو وہ چاند کی طرح چمکنے لگتا۔ ان کی تعلیمات بہت اچھی ہیں اس لئے سب لوگ یہودی ہو جاؤ"۔

آخر میں نظام الدین بستی اور رائے ونڈ کی دیوبندی وہابی تبلیغی جماعت کا مسلمان کہلانے والا اُٹھے اور کہے کہ "میں حضرت محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کا ماننے والا ہوں، ہمارے نبی ہماری ہی طرح کے بشر تھے ان سے غلطیاں بھی ہوتی تھیں وہ کوئی اختیار نہیں رکھتے تھے۔ ہم اور ان میں فرق صرف یہی ہے کہ ان کے پاس اللہ کی طرف سے وحی آتی تھی اور ہمارے پاس نہیں آتی۔ ان کی تعلیمات اچھی ہیں اس لئے سب لوگ مسلمان ہو جاؤ"۔

http://www.rehmani.net

قارئین کرام! آپ عدل وانصاف سے کہئے کہ وہ ہجوم، دیوبندی وہابی تبلیغی جماعت کے اس نمائندے کے حوالے سے اپنے بڑوں کے باکمال ہونے کو ثابت کر رہا ہے جبکہ مسلمان کہلانے والا دیوبندی وہابی تبلیغی اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے جو نظریات اور عقیدے رکھتا ہے وہ آپ پڑھ چکے ہیں۔ یہ باتیں سن کر کیا وہ ہجوم مسلمانوں کے نبی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سے متاثر ہو گا؟ ایسی باتوں سے مسلمان کہلانے والے باقی سب بھی اپنے مسلمان ہونے پر فخر نہیں کر سکتے، کیونکہ ہجوم کا ہر فرد یہی کہے گا کہ جب مسلمانوں کے نبی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) محض بشر ہی تھے اور ان میں کوئی کمال ہی نہ تھا تو اس دیوبندی وہابی تبلیغی کے بیان کے مطابق تو باقی تینوں کے بڑوں کا باکمال اور بہتر ہونا ثابت ہوتا ہے۔ لوگ کہیں گے کہ جب تم کہہ رہے ہو کہ تمہارے نبی میں کوئی کمال نہیں تھا وہ بے اختیار تھے تو تم ان کا دین اختیار کرنے کی تبلیغ کیوں کر رہے ہو؟

قارئین کرام! ان لوگوں کی تبلیغ کا یہی حال ہو گا اور ہو رہا ہے۔ چنانچہ دارالعلوم دیوبند کے صد سالہ جشن میں انہی لوگوں کے پروپیگنڈے کے مطابق علماء ہزاروں کی تعداد میں تھے اور عوام، علماء سے بہت زیادہ تعداد میں جمع ہوئے۔ ان کے دھرم کی اس مذہبی درس گاہ کے جشن کا افتتاح کسی نیک بزرگ عالم کے ہاتھ سے نہیں، ایک مشرک پلید ہندو عورت کے ہاتھ سے کروانا ان کی ذہنی قلبی سوچ اور نظریات کا واضح ثبوت ہے۔ اس مشرکہ عورت اندرا گاندھی نے جو تقریر کی اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ ان کے اور اس کے آپس کے نظریات وغیرہ میں کمال ہم آہنگی ہے [1] وہ ایک تنہا ہندو عورت ہزاروں دیوبندی وہابی علماء و مبلغین کی موجودگی میں ان کے بنیادی اور سب سے بڑے مدرسے میں آئی اور جیسی آئی ویسی چلی گئی، یعنی ہندو آئی اور ہندو گئی، یہ ہزاروں مل کر اس ایک ہندو عورت کو مسلمان نہیں کر سکے، اس کے باوجود یہ لوگ دین کی تبلیغ کا دعویٰ کرتے ہیں۔ اسی ہندوستان میں ہم اہل سنت کی جان اور شان حضرت خواجہ سیّد معین الدین حسن چشتی اجمیری، خواجہ غریب نواز (رحمہم اللہ تعالیٰ) جب تشریف لے گئے تو تنہا تھے مگر ان کی تبلیغی اور دینی خدمات دیکھئے کہ وہ جب اس دنیا سے رُخصت ہوئے تو اسی ہندوستان میں ساڑھے ۹ ملین (پچانوے لاکھ) کافروں کو مسلمان کر کے گئے۔ (الحمد للہ علیٰ احسانہٖ)

---

[1] اس سے پہلے یہی دیوبندی وہابی لوگ ہندوؤں سے اتحاد کے مظاہرے کیلئے مشہور ہندو لیڈر گاندھی کو دہلی کی جامع مسجد کے منبر پر بٹھانے کی جسارت کر چکے ہیں۔

http://www.rehmani.net

اس عالمی اجتماع میں اگر ہم اہل سنت و جماعت (سنیوں) میں سے کوئی ہو تو ذرا اس کی تبلیغ کی جھلک بھی دیکھئے خود ہی فیصلہ کرلیجئے۔

وہ سُنّی مسلمان، غلام و عاشقِ رسول یہ کہے کہ لوگو! میں مسلمان ہوں۔ ہمارا ایمان ہے کہ ہمارا معبود حقیقی اللہ تعالیٰ ہے جو ہر شے کا خالق و مالک ہے۔ ہندو کے رام کو بھی اسی نے پیدا کیا اور حضرت عیسیٰ و موسیٰ علیہما السلام کو بھی اسی نے پیدا کیا۔ ہم عیسائیوں کے حضرات عیسیٰ کو بھی مانتے ہیں اور یہودیوں کے حضرت موسیٰ کو بھی مانتے ہیں اور ان کے کمالات بھی مانتے ہیں کیونکہ ان کو نبوت، عظمت اور کمالات ہمارے ربّ نے ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے طفیل عطا کئے۔ ہمارے ربّ ہی کا ارشاد ہے کہ اگر وہ ہمارے نبی کو پیدا نہ کرتا تو خود کو بھی ظاہر نہ کرتا۔ اس لئے یہ ساری کائنات اور اس کی تمام نعمتیں ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا صدقہ ہیں۔ ہمارے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام مبارک "محمّد" (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہے، جسے ادا کرتے ہوئے ہمارے لب چومتے ہیں۔

جس طرح ملتے ہیں لب نامِ محمد کے سبب
کاش ہم مل جائیں سب نامِ محمد کے سبب

اور جسے سن کر ہم بھی چومتے اور آنکھوں سے لگاتے ہیں، اس نام کو سن کر ہم دُرود و سلام پڑھتے ہیں۔ اس نام کے معنیٰ ہی بتا رہے ہیں کہ یہ اس ذات کا نام ہے جس کی سب سے زیادہ تعریف کی گئی۔ یہ نام ہمارے ربّ ہی نے رکھا، یہ نام ہی بتاتا ہے کہ اس مبارک نام والی شخصیت ہر طرح تعریف والی ہے۔ ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پیدا کرنے والا ہمارا ربّ بھی ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعریف کرتا ہے بلکہ جو ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعریف کرتا ہے وہ خود تعریف والا ہو جاتا ہے اور ہمارا ربّ اس کی تعریف کرتا ہے۔ ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعریف حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ نے بھی کی ہے۔ توارات و انجیل میں ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر ہے۔ ان پر نازل ہونے والی کتاب کا ذکر ہے، ان کے کمالات کا ذکر ہے۔ حضرت موسیٰ و حضرت عیسیٰ تو معجزات لے کر آئے، ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خود سراپا معجزہ بن کر تشریف لائے۔ حضرت موسیٰ و حضرت عیسیٰ علیہما السلام کو اللہ نے بہت نوازا۔ موسیٰ علیہ السلام کوہِ طور پر جا کر ہمارے ربّ سے کلام کرتے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ہمارے ربّ نے زندہ آسمانوں پر اُٹھایا اور ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے جسمِ اقدس کے ساتھ عرشِ معلّیٰ پر بلا کر اپنا دِیدار کرایا اور سلام و کلام فرمایا۔ جو فرشتہ وحی لے کر حضرت موسیٰ و عیسیٰ علیہما السلام کے پاس آتا تھا وہی ہمارے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس بھی آیا اور بار بار آیا، ہمارے نبی پر اللہ نے آخری ضابطہ حیات قرآن نازل فرمایا

http://www.rehmani.net

جو رہتی دنیا تک انسانیت کیلئے سر چشمہ ہدایت ہے۔ تورات و انجیل آج اپنی اصل میں موجود نہیں، نہ ہی ان کا کوئی حافظ ہے جبکہ قرآن اپنے ہر حرف اور زیر زبر کے ساتھ محفوظ ہے اور رہے گا اور اس کے لاکھوں حافظ ہیں۔ اس قرآن میں جو ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر نازل ہوا، بت پرستی سے منع کیا گیا ہے کیونکہ جو اللہ کے سوا کسی کی پوجا کرے وہ مشرک ہے۔ یہ انسانوں کے تراشے ہوئے بت کسی نفع و نقصان کے مالک نہیں۔ جب کسی بت پر مکھی بیٹھ جائے تو وہ بت اس مکھی کو اڑا بھی نہیں سکتا۔ بت کے مقابلے میں اس عام انسان کو قدرت و طاقت حاصل ہے جو اپنے ہاتھوں اس بات کو بناتا اور تراشتا ہے۔ ہندو، بتوں کی پوجا کرتے ہیں، انہیں خدا کا شریک ٹھہراتے ہیں۔ ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہزاروں جھوٹے معبودوں کے سامنے جھکنے والوں کو معبودِ حقیقی اللہ کے سامنے جھکایا، وہ اللہ، جو زمین و آسمان کا پیدا کرنے والا ہے، جو زندگی اور موت کا پیدا کرنے والا ہے، وہ اللہ، جس نے یہ ساری کائنات بنائی ہے، وہی سورج کو مشرق سے نکالتا ہے اور مغرب میں غروب کرتا ہے، اسی نے ہم کو جسم و جاں، عقل و شعور اور بے پناہ نعمتیں عطا کی ہیں، انسان کو اشرف المخلوقات اور حسن ازل کا آئینہ بنایا۔ اسی نے نبیوں کو بھیجا تاکہ وہ ہمیں علم و حکمت سکھائیں، اخلاقِ حسنہ کی تعلیم و تربیت دیں اور ہماری زندگی کو بامقصد اور کارآمد بنائیں۔ اللہ نے کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی بھیجے جن میں تین سو تیرہ رسول ہیں اور ان میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی اور اپنی مخلوق میں سب سے زیادہ افضل و اکمل ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بنایا۔ انہیں جو درجات و مراتب اور خصوصیات عطا کیں وہ مخلوق میں کسی اور کو ویسی عطا نہیں کیں۔ علم و فضل، حلم و کرم، جود و سخا، رحمت و رافت، صورت و سیرت، گفتار و کردار، اخلاق و عادات میں کوئی اور ان جیسا نہیں، وہ بشر بن کر تشریف لائے مگر ایسے بشر کہ کائنات میں ان جیسا بشر نہیں۔ وہ اللہ کے نور ہیں۔ وہ اللہ کے سب سے پیارے بندہ ہیں، اللہ کے سب سے افضل نبی اور رسول ہیں، ہمارے ربّ کو ان سے اتنی محبت ہے کہ ہمارا ربّ جو ان کا خالق ہے، ان کا معبود ہے، وہ اپنے اس پیارے اور مقدس و مکرم بندے کی تعریف و ثناء کرتا ہے۔ محبت و تعظیم سے ان کو یاد کرتا ہے۔ ان پر دُرود و سلام بھیجتا ہے۔ ہمارا ربّ ان کی جان، ان کے کلام، ان کے شہر، ان کے زمانے کی محبت بھری قسمیں یاد فرماتا ہے۔ ان کی محبت کو اپنی محبت فرماتا ہے، ان کی فرماں برداری کو اپنی فرماں برداری فرماتا ہے۔ ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات و صفات اور جمال و کمال، اللہ کی ذات و صفات اور جمال و کمال کا آئینہ ہیں۔ اللہ نے انہیں اپنی روشن دلیل بنا کر بھیجا تاکہ مخلوق دیکھ لے اور اللہ کے اس مقدس بندے اور رسول کی عظمت و شان اور مرتبہ و کمال کو دیکھ کر اندازہ کرلے کہ جس کا بندہ ایسا عظیم ہے اس کا خالق و مالک کتنا عظیم ہوگا۔ ہمارا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمارے ربّ کی حقانیت اور

http://www.rehmani.net

عظمت کی دلیل ہے۔ ہمارے ربّ نے اپنے اس پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت اور پیروی کو اپنی رضا اور ہماری کامیابی کا ذریعہ فرمایا ہے۔ ہمارے ربّ نے اس نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر ہم پر لازم کی ہے۔ ہمارے ربّ نے اپنے اس نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دنیا میں تشریف آوری کو ہمارے لئے احسانِ عظیم فرمایا ہے کیونکہ ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی اس کائنات ارضی و سماوی کی تخلیق کا باعث ہیں۔ مخلوقات کو ان ہی کے وسیلے سے اللہ کی شان اور پہچان معلوم ہوئی۔ ہمارے ربّ نے اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ماننے والوں اور ان کے غلاموں کیلئے عیش و آرام کی جنت بنائی ہے اور ان کے دشمنوں، منکروں اور گستاخوں کیلئے مصیبت و آلام کی دوزخ تیار کی ہے۔ جو اس نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سچا غلام ہو جائے، دنیا اس کی غلامی کرتی ہے اور جو اس نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے موںھ پھیرے اللہ کی رحمتیں اس کی طرف رُخ نہیں کرتیں۔

اس ہجوم کو ہندو دھرم رکھنے والے نے بتایا کہ اس کے رام چندر بہت باکمال تھے اور اتنے طاقتور تھے اور انہوں نے لوہے کی مضبوط کمان کو اپنے ہاتھوں سے موڑا اور توڑ دیا۔ انہوں نے ضرور ایسا کیا مگر یہ کوئی ایسا کمال نہیں جو کسی اور میں ممکن نہ ہو۔ اس دنیا میں ہزاروں بڑے بڑے پہلوان موجود ہیں اور وہ بڑے زور آور ہیں، انہوں نے اپنی قوت و طاقت کے بڑے بڑے مظاہرے کئے ہیں۔ لوہے کی مضبوط کمان توڑ دینا کوئی بڑا کمال نہیں۔ ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کمال دیکھئے، انہوں نے مکہ مکرمہ کی سرزمین پر کھڑے ہو کر نہایت بلندی پر چمکنے والے چاند کو اپنی صرف ایک اُنگلی کے اشارے سے دو ٹکڑے کر دیا اور پھر جوڑ دیا۔ قلعہ خیبر کے راستے میں وادی صہبا کے مقام پر ہمارے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ کے ایک اشارے سے ڈوبے ہوئے سورج کو واپس لوٹایا۔ ہندو کے رام نے کمان کو توڑا اور یہ کام کوئی اور بھی کر سکتا ہے مگر چاند کو دو ٹکڑے کر دینا اور پھر سے جوڑ دینا اور ڈوبے ہوئے سورج کو واپس لوٹا دینا یہ ہمارے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی کا کمال تھا۔ یہ کام سارے ہندو اوران کے سارے جھوٹے معبود بھی مل کر نہیں کر سکتے۔

http://www.rehmani.net

اسی ہجوم سے اپنے دین کی تبلیغ کرتے ہوئے عیسائی نے کہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بہت باکمال تھے۔ یقیناً وہ صاحبِ کمال تھے، ان کے جو کمال عیسائی نے بتائے وہ درست ہیں۔ ان کے ان کمالات کا ذکر ہمارے ربّ کی کتاب قرآن کریم میں ہے اور ہم ان کو مانتے ہیں۔ عیسائی نے کہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہاتھ سے اندھے کو بینا اور برص والے کو ٹھیک، تندرست کرتے تھے مگر ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کمال دیکھئے، ہمارے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جسم مبارک اور خصوصاً ہاتھوں میں جو برکت تھی اس کا کیا ٹھکانا، ہمارے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مبارک قدموں کے تلووں میں جو نعلین مبارک (پاک جوتیاں) ہوتی تھیں وہ جس مٹی پر لگیں وہ خاک، جذام اور برص والے کیلئے شفا ہو گئی۔ ہمارے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جسم اقدس پر جو لباس مبارک ہوتا تھا اس پر پہنا جانے والا جبہ اس قدر بابرکت تھا کہ اس کی ہوا شفا ہو گئی۔ عیسائی نے کہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مُردوں کو زندہ کرتے تھے۔ یہ درست ہے وہ مردہ انسانوں کو زندہ کرتے تھے۔ جسم میں روح کو لوٹا دیتے تھے، یہ بڑا کمال تھا مگر ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کمال دیکھیں، ہمارے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بے جان چیزوں کو زندگی عطا کی۔ انہوں نے پتھروں اور لکڑی کے سوکھے ہوئے تنے کو قوتِ گویائی اور جان عطا کی۔ ہمارے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لعابِ دہن میں اتنی برکت تھی کہ وہ نمکین پانی کے کنویں میں ڈالتے، وہ میٹھا ہو جاتا۔ کٹے ہوئے اعضائے جسمانی پر لگاتے وہ جڑ جاتے، بیمار آنکھوں میں ڈالتے، وہ ٹھیک ہو جاتیں، چند آدمیوں کی غذا میں ڈالتے تو وہ ہزاروں کیلئے کافی ہو جاتی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے کمال بلاشبہ درست ہیں مگر جو کمال ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ سے عطا ہوئے وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کیلئے بھی قابلِ رشک ہیں۔

http://www.rehmani.net
اسی ہجوم سے اپنے دین کی تبلیغ کرتے ہوئے یہودی نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزے بیان کئے، ان کو بہت باکمال کہا۔ بلاشبہ وہ معجزے دُرست ہیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام بڑے صاحب کمال تھے۔ ان کا کمال بیان کرتے ہوئے یہودی نے کہا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام لکڑی پتھر پر مارتے تو اس پتھر سے پانی کا چشمہ اُبل پڑتا، یہ بالکل درست ہے۔ یہودی سے عرض ہے کہ پہاڑوں ہی سے چشمے نکلتے ہیں مگر حضرت موسیٰ علیہ السلام پتھر پر لکڑی کی محض ایک ضرب سے چشمہ جاری کر دیتے تھے، یہ بڑا کمال تھا۔

آیئے اب ہمارے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کمال دیکھئے۔ حدیبیہ کے مقام پر اور سفر تبوک میں ہزاروں افراد ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، سخت گرمی کا موسم تھا۔ لشکرِ اسلام کے پاس پانی ختم ہوگیا۔ ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ماننے والے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم جو ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ایمان کے ساتھ زیارت کر کے باقی تمام اُمت سے افضل ہوگئے، وہ ہمارے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فریاد کرتے ہیں کہ پانی ختم ہوگیا ہے، پینے کیلئے بھی پانی نہیں ہے، وضو، غسل اور جانوروں کو پلانے کیلئے بھی پانی کی سخت ضرورت ہے۔ سخت گرمی ہے، پانی نہ ملا تو بہت نقصان ہو جائے گا۔ ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے بڑا برتن لانے کو فرمایا اور اس برتن میں اپنا وہ مبارک ہاتھ رکھا جسے ہمارا ربّ اپنا ہاتھ فرماتا ہے۔ ہزاروں دیکھنے والوں نے یہ دیکھا کہ ہمارے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مبارک ہاتھ کی پانچوں اُنگلیوں سے ٹھنڈے میٹھے پانی کے پانچ چشمے جاری ہوگئے۔ اس پانی کو تمام افراد نے پیا، اس سے وضو کیا، غسل کیا، لشکرِ اسلام کے جانوروں کو پلایا اور اپنے برتنوں میں جمع کیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پتھروں سے چشمے جاری کئے مگر ہمارے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ کی انگلیوں سے چشمے جاری کئے، یہ ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی کا کمال تھا۔

یہودی نے کہا حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنا ہاتھ اپنی بغل کے نیچے رکھ کر نکالتے تو وہ چاند کی طرح چمکنے لگتا، بلاشبہ یہ درست ہے۔ میں عرض کروں کہ ہمارے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سراپا نور تھے۔ ان کے چہرے کی چمک دمک کے سامنے چاند بھی ماند تھا۔ ان کے مبارک دانت ایسے تھے کہ رات کی تاریکی میں جب ہمارے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسکراتے، ان کا دہن مبارک کھلتا تو ان کے دانتوں کی چمک سے چراغاں ہو جاتا۔ ہمارے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پاک بیوی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان مبارک دانتوں سے نکلنے والے نور کے چراغاں سے اپنے کپڑے سینے والی سوئی ڈھونڈ لیتیں۔ ایک رات ہمارے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس دو صحابہ (اسید اور عباد رضی اللہ تعالیٰ عنہما) بیٹھے گفتگو میں مشغول تھے۔ اندھیری رات تھی، بارش ہو رہی تھی۔ باتیں کرتے دیر ہوگئی۔ ان دونوں صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ہمارے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی کہ باہر اندھیرا ہے، بارش کی وجہ سے گلیوں میں پانی اور کیچڑ ہوگا، ہمیں روشنی نہ ہونے کی وجہ سے اپنے گھروں تک جانے میں دشواری ہوگی۔ (صحابہ کے پاس (لکڑی کی) لاٹھیاں تھیں کیونکہ ہاتھ میں لاٹھی رکھنا ہمارے نبی پاک کا طریقہ تھا اور صحابہ ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

http://www.rehmani.net
کے طریقوں کی محبت سے پابندی کرتے تھے) ہمارے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان میں سے ایک صحابی سے فرمایا، اپنی لاٹھی مجھے دو ہمارے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس لاٹھی کے کنارے پر اپنا مبارک ہاتھ لگا دیا اور فرمایا لو، یہ تمہارے لئے روشنی کرے گی۔ وہ دونوں صحابی اُٹھے، جوں ہی باہر نکلے تو اس لاٹھی سے ٹارچ کی طرح روشنی نکلنے لگی۔ وہ دونوں اس لاٹھی سے نکلنے والی روشنی میں راستہ طے کرنے لگے۔ کچھ دور جا کر دونوں کے گھروں کے راستے جدا ہو جاتے تھے۔ جس کے پاس روشنی کرتی ہوئی لاٹھی تھی اس سے دوسرے نے کہا کہ میں کس طرح اپنے گھر تک جاؤں گا؟ اس صحابی نے دوسرے صحابی کی لاٹھی اپنی روشنی کرتی لاٹھی سے مس کی تو اس دوسری لاٹھی سے بھی روشنی نکلنے لگی اور وہ دونوں بآسانی اپنے گھروں کو پہنچ گئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے کمال سے صرف ان کا ہاتھ چمکتا تھا مگر دیکھئے ہمارے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مبارک ہاتھ جس لاٹھی کو لگتا ہے وہ روشنی کرتی ہے اور جو لاٹھی اس لاٹھی سے لگتی ہے وہ بھی روشنی کرنے لگتی ہے۔ یہ کمال ہمارے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خصوصیت ہے۔ صرف یہی نہیں، میں عرض کروں، میں تو ایک بہت ادنیٰ سا شخص ہوں، میں اگر اپنے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کمالات بیان کرتا رہوں تو یہ حقیقت ہے کہ میری عمر، میری آواز، میرا علم ختم ہو سکتا ہے مگر میرے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کمالات کا ذکر مکمل نہیں ہو سکتا۔ اور ان کی تعلیمات تو موتیوں سے بھرا ہوا سمندر ہیں، جس میں رہتی دنیا تک ہمارے لئے ہر طرح کامیابی اور ترقی کی رہنمائی ہے۔ ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کامل وابستگی ہی نے ان لوگوں کو فرشتوں سے افضل بنایا جو صحراؤں میں جانوروں کو چراتے تھے، لوٹ مار کرتے تھے، اپنے ہاتھوں سے اپنی لڑکیوں کو زندہ دفن کرتے تھے، ظلم اور درندگی جن کا کام تھا لیکن وہ لوگ جب ہمارے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے وابستہ ہو گئے اور ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دین کے پابند ہو گئے تو ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت اور پیروی کی وجہ سے دنیا کے تاجدار اور اللہ کریم کے محبوب ہو گئے۔ میں آپ سب کو بھی دعوت دیتا ہوں کہ ہمارے دین، ہمارے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوری طرح وابستہ ہو کر دنیا و آخرت کی بھلائیاں حاصل کیجئے۔

مادی ترقی کے اس دور میں روحانی عظمتوں کے منکر یہ لوگ سائنس کی ایجادات اور کرشموں کے سامنے بے بس ہیں۔ یہ غیر مسلموں کے سب کرشموں کو تسلیم کر لیتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ کے نبیوں ولیوں کے کمالات کو نہیں مانتے۔ ریڈیو ایجاد کرنے والا مارکونی تو ہمارے نبی کے صحابی حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامت سن کر آواز کو ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچانے کا آلہ بنا لیتا ہے اور خود کو مسلمان کہلانے والے اس کرامت کے انکار میں اپنی تمام توانائی خرچ کر رہے ہیں۔ اسی طرح دیگر معجزات اور کرامات کا احوال ہے۔ افسوس کہ یہ غیر مسلم تو نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور نبیوں کے معجزات اور اولیاء اللہ کی کرامات سے انسانی سہولتوں کیلئے نت نئی ایجادات کریں اور سپر پاورز بن جائیں اور خود کو مسلمان کہلانے والے ان معجزات اور کرامات کے خلاف پروپیگنڈے ہی میں اپنی عمر پوری کر دیں اور دربدر مارے مارے پھر کر اپنی روحانی قوت ضائع کر دیں۔

http://www.rehmani.net

قارئین محترم! کچھ سوچئے، حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے حبیب ہیں۔ نبیوں کے نبی، رسولوں کے رسول ہیں، رحمۃ للعالمین ہیں، شفیع المذنبین ہیں، طٰہٰ و یٰسین ہیں، بشیر و نذیر ہیں، سراج منیر ہیں (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)۔ ان کی محبت، ان کی اطاعت، ان کی اتباع، ان کی غلامی بلاشبہ ہماری کامیابی، ہماری بھلائی، ہماری نجات کی ضمانت ہے۔ ایمان، قرآن، رمضان بلکہ خود رحمٰن اور اس کا عرفان ہمیں اللہ تعالیٰ کے حبیب ہی کے ذریعے اور وسیلے سے ملا۔ انہی کے صدقے ہم کو پچھلی اُمتوں کی طرح عذاب نہیں دیئے جاتے، ہماری شکلیں مسخ نہیں ہوتیں، ہم جانور نہیں بنادیئے جاتے۔ یہ کوئی معمولی بات نہیں، اللہ تعالیٰ کے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی کے صدقے ہمیں ایک رات (شبِ قدر) ہزار مہینے سے بہتر ملی، ہمیں انہی کے طفیل انہی کی نسبت کی وجہ سے تمام اُمتوں سے بہتر ہونے کا اعزاز دیا گیا۔

اللہ کریم کے اس حبیب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیں کیا نہیں دیا، اگر ہم اللہ تعالیٰ کی اس سب سے بڑی اور سب سے پیاری نعمت اور احسانِ عظیم کی تعظیم و توقیر نہیں کریں گے تو اپنے معبود کو راضی نہیں کرسکیں گے۔ ہماری عبادات قبول نہیں ہوں گی۔ اللہ جل شانہ سے محبت کا دعویٰ ہو اور اس کے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کی جائے، یہ کہاں کا ایمان ہے؟ اپنے اردگرد دیکھئے! کوئی نبیوں کو برا کہہ رہا ہے، کوئی اہلِ بیت نبوت کو برا کہہ رہا ہے، کوئی ازواجِ مطہرات کو برا کہہ رہا ہے، کوئی صحابہ کرام کو برا کہہ رہا ہے، کوئی اولیاء اللہ کو برا کہہ رہا ہے۔ آپ پوچھتے ہیں ہم کس کو مانیں، کس کی پیروی کریں؟

آیئے میں آپ کو دعوت دیتا ہوں۔ آپ کتاب و سنت کی پیروی کریں۔ جو اللہ تعالیٰ کے نبیوں سے محبت کرے، اہلِ بیت نبوت، ازواجِ مطہرات، صحابہ کرام اور اولیائے عظام سے محبت کرے، جو ان سب کی محبت کو سرمایہ ایمان اور ذریعہ نجات سمجھے، ان کی رضا کو اللہ کی رضا جانے، اس کی پیروی کیجئے۔

دیکھئے! قریباً ڈیڑھ سو برس پہلے برصغیر میں یہ دیوبندی وہابی تبلیغی وغیرہ نہیں تھے۔ یہ غیر مسلم دشمنانِ اسلام کے پروردہ گروہ ہیں جو دنیا کے چند سکوں اور اپنی جھوٹی انا کیلئے اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ان کی آل و اولاد، ان کے صحابہ ان کے پیاروں کی شان میں گستاخیاں کررہے ہیں۔ انہیں اپنا انجام اور اللہ کا عذاب یاد نہیں۔

http://www.rehmani.net

الحمد للّٰہ ہم اہل سنت و جماعت، صدیوں سے حق کی پہچان ہیں۔ ہمارے تمام عقائد کی بنیاد قرآن و سنت ہے۔ ہمارے عقائد و اعمال کی صحت خود ان دیوبندی وہابی تبلیغی وغیرہ کی کتابوں سے ثابت ہے۔ ہمارا ان سے اختلاف اپنی ذات کیلئے نہیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے ہے۔ کوئی ہمارے پیارے کا دشمن اور مخالف ہو تو ہم اسے پسند نہیں کرتے۔ اس سے مفاہمت نہیں کرتے، اس سے صلح کی کوشش نہیں کرتے، افسوس کہ ہم نے اپنے پیاروں، قرابت داروں کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات سے زیادہ پیارا اور اہم سمجھ لیا ہے۔ ہماری پریشانیوں تباہیوں کی اصل وجہ ہی یہی ہے، کیونکہ جب تک نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سب سے زیادہ اور سچی محبت نہیں ہوگی، ان کی پیروی کا شوق نہیں ہوگا، ان کی کامل غلامی نہیں ہوگی، اس وقت تک ترقی، استحکام، امن و آشتی اور خوشحالی نہیں ہوگی۔ قیصر و کسریٰ پر حکومت کرنے والے ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سچے غلام تھے۔ انہیں عزت و عظمت، غلامی رسول کی برکت سے ملی تھی۔ آج تقریباً ایک بلین (ارب) کی تعداد میں ایمان کے دعویدار صرف چالیس لاکھ یہودیوں سے ذلیل ہو رہے ہیں، دیکھئے اور سوچئے یہود و نصاریٰ کی یہی کوشش ہے کہ اُمتِ مسلمہ کو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت سے باز رکھا جائے اور آپس میں زیادہ سے زیادہ اُلجھایا جائے تاکہ ان کی توجہ غیر مسلموں پر نہ ہو۔ مسلمان عقل و شعور رکھتے ہوئے بھی ان دشمنوں کی سازش کو نہ سمجھیں تو ایسی عقل و خرد پر افسوس ہی کیا جا سکتا ہے۔ کوئی خود ہی اپنی بربادی کا سامان کر رہا ہو تو دشمن اسے سمجھاتا اور روکتا نہیں، ان لوٹا بستر اُٹھائے ملک ملک پھرنے والوں کو تبلیغ کی آزادی دینے والے غیر مسلم خوب جانتے ہیں کہ یہ "دیوبندی وہابی تبلیغی" لوگوں کو جس طرح کا مومن بنا رہے ہیں ان سے ان غیر مسلموں کو کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا۔

غیر مسلم اچھی طرح جانتے ہیں کہ غیر مسلموں کو صرف اسی صورت نقصان پہنچ سکتا ہے جبکہ مسلمان کہلانے والے اپنے عقائد و اعمال کے لحاظ سے فضائے بدر پیدا کرینگے کیونکہ میدانِ بدر میں تین سو تیرہ بے سرو سامان مجاہدوں نے تین گنا زیادہ تعداد کو، جو سامانِ جنگ سے آراستہ تھی، صرف کملی والے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر بھروسا کرتے ہوئے اپنے جذبہ ایمانی سے کچل دیا تھا۔ آج یہود و نصاریٰ بھرپور طریقے سے مسلم دنیا کو اسی جذبہ ایمانی سے محروم رکھنے کیلئے مختلف حربے آزما رہے ہیں۔

بیرونی دشمن سے اندرونی دشمن زیادہ مہلک ہوتا ہے۔ وہ مسلمان کہلانے والوں کو اپنا آلہ کار بنا کر اپنا کام جاری رکھے ہوئے ہیں۔

http://www.rehmani.net

آیئے! دوست اور دشمن کو پہچانیئے، اپنے اور بیگانے کو پہچانیئے، رحمت والے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سچّے غلاموں سے اپنا رِشتہ مضبوط کرلیجئے۔ اس نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نام پر ایک دوسرے کے محافظ اور دوست بن جایئے اور متحد ہوکر دشمن کیلئے سیسہ پلائی ہوئی ناقابل تسخیر دیوار بن جایئے، یقین جانئے پھر اللہ تعالیٰ کی رحمت اور مدد ہر لمحے ہمارے ساتھ ہوگی اور عظمت وعزت، کامیابی وخوشحالی ہمارا مقدر ہوگی کیونکہ یہ اعلان عام ہے ۔

کی محمد سے وفا تُو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

وصلی اللہ علیٰ حبیبہٖ سیّدنا محمّد و آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم اجمعین

کوکب نورانی راحمد شفیع
(اوکاڑوی غفرلہٗ)

۱۹۸۸ء ۔ کراچی